SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, May 09, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at five minutes past six in the evening with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا یّھا الّذِین امنُوا لا تکُونُوا کالّذِین اذوا مُوسٰی فبرّاہُ اللہ مِمّا قالُوا وکان عِند اللہِ وجیہا O یایّھا الّذین امنُوا اتقُوا اللہ وقُولُوا قولاً سدِیداً O یصلح لکُمُ اعمالکُمُ و یغفرلکم ذُنُوبکُم و من یُطِع اللہَ و رسُولہٗ فقد فاز فوزًا عظِیمًا O اِنّا عرضنا الامانۃ علی السّمٰوٰتِ والارضِ والجِبالِ فابین ان یحمِلنھا و اشفقن مِنھا وحملھاا لاِنسانُ۔ انّہ کان ظلُوماً جھولاً O

ترجمہ: اے ایمان والو! تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسٰی کو ستایا پھر اللہ نے موسٰی کو ان کی باتوں سے بری کر دیا اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی عزت والا تھا۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو تاکہ وہ تمہارے اعمال کو درست کرے اور تمہارے گناہ معاف

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, May 09, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at five minutes past six in the evening with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا یھا الّذین امنُوا لا تکُونُوا کالّذین اذوا مُوسٰی فبرّاہُ اللہ مِمّا قالُوا وکان عِند اللہِ وجیہا O یایھا الذین امنُوا اتقُوا اللہ وقُولُوا قولاً سدیداً O یصلح لکمُ اعمالکمُ و یغفرلکم ذُنُوبکُم و من یطع اللہَ و رسُولہٗ فقد فاز فوزًا عظیمًا O انّا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰتِ والارضِ والجبالِ فابین ان یحملنھا و اشفقن منھا وحملھاا لانسانُ۔ انہ کان ظلُوماً جھولاً O

ترجمہ: اے ایمان والو! تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو ستایا پھر اللہ نے موسیٰ کو ان کی باتوں سے بری کر دیا اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی عزت والا تھا۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو تاکہ وہ تمہارے اعمال کو درست کرے اور تمہارے گناہ معاف

کر دے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کا کہا مانا' سو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔ ہم نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے امانت پیش کی۔ پھر انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے اور اسے انسان نے اٹھا لیا۔ بے شک وہ بڑا ظالم' بڑا نادان تھا۔

(سورۃ الاحزاب۷۲۔۶۸)

جناب چیئرمین : جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔

I welcome all colleagues to the 38th session.

سینیٹر کامران مرتضٰی : جناب والا! point of order پر ایک چھوٹی سی بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ تشریف رکھیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: 12 مارچ کو سردار لطیف کھوسہ کے خلاف دہشت گردی کے کیس درج ہوئے ہیں۔ اس طرح ہاؤس میں ایک دہشت گرد ہمارے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ان کو مارا بھی گیا اور پھر بھی ان کے خلاف چار FIRs درج کی گئیں۔ دہشت گردی کے چار پرچے ان کے خلاف درج ہیں۔

جناب چیئرمین : اس پر discussion ہوگی۔ جب law and order کی situation پر discussion ہوگی ' اس وقت اس پر بھی بات کر لیں گے ۔ I have definitely sympathies with Mr. Latif Khosa.

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب والا! یہ سردار لطیف کھوسہ کا ہی وقار مجروح نہیں ہوا بلکہ پورے ہاؤس کا وقار مجروح ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: کھوسہ صاحب کے ساتھ اس معاملے میں میری پوری ہمدردیاں ہیں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: As agreed, let us go on with the procedure.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب والا! میرا ایک point of order ہے۔

PANEL OF PRESIDING OFFICERS

جناب چیئرمین: میں اس پر آتا ہوں لیکن پہلے تھوڑی سے کارروائی کر لوں۔

I now announce the Panel of Presiding Officers. In persuance of sub-rule 1 of Rule 14 (1) of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate 1998, I nominate the following members in order of precedence to form a panel of Presiding Officers for the 38th session, for the Senate of Pakistan.

1. Senator Ahmad Ali.
2. Senator Mir Israr Ullah Zahri
3. Senator Muhammad Azam Khan Sawati.

There are two or three other small issues. I think, we will discuss them. We have lost two of our Senators and also father-in-law of Mr. Ishaq Dar.

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان): جناب والا! میں اسی پر بات کرنے لگا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی۔

Senator Wasim Sajjad: Sir, two very unfortunate and sad happenings have taken place during the time that the Senate was not in session. This is the unfortunate and very sad passing away of our former colleagues namely Syed Abdullah Shah and Syed Hussain Shah Rashdi. With your permission Sir, and permission of my colleagues, I would like to move two separate condolence resolutions for them.

Sir, this House expresses its profound grief and shock over the sad demise of former Senator Syed Abdullah Shah on the 14th of April,

2007. The late Syed Abdullah Shah was a lawyer by profession and a seasoned parliamentarian. He was elected to the Senate from the Province of Sindh in 1991. He also served as a provincial Minister, Chief Minister of Sindh and the Speaker of the Sindh Assembly. He played an active role for strengthening of democracy in the country. His services rendered as a member of the Parliament would be long remembered. We pray to Almighty Allah to shower His infinite blessings on the departed soul. May his soul rest in peace and may God give his family strength and fortitude to bear this irreparable loss with magnanimity. A copy of this resolution may be sent to the bereaved family.

Mr. Chairman: I think, this is a unanimous resolution. We all share in that.

سینیٹر وسیم سجاد: اس کے بعد دوسرا بھی پیش کر لوں پھر اس کے بعد بات ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: جی۔

Senator Wasim Sajjad: Sir, the second resolution is in respect of Syed Hussain Shah Rashdi.

This House expresses its profound grief and shock on the sad demise of former Senator Syed Hussain Shah Rashdi who was elected to the Senate from the Province of Sindh in 1994 and remained a Senator till 1999. The late Syed Hussain Shah Rashdi was a very noble and upright person. He belonged to a respected literary and spirtual family of Sindh and inherited their intellectual attributes and interest in the literary,

journalistic and socio-cultural fields. He was also an articulate speaker and free-lance columnist. He had a great sense of humour and the Chairman Senate always called upon him to speak whenever the atmosphere in House became too tense. He made useful contributions to discussions in the Senate. His services rendered as a member of Parliament would be long remembered. We pray to Almighty Allah to shower His infinite blessings on the departed soul. May his soul rest in peace and may God give his family strength and fortitude to bear this irreparable loss. A copy of this resolution may also be sent to the members of the bereaved family and whenever we will say *Fateha* after Mr. Raza Rabbani has spoken, I would also request Mualana Gul Naseeb Khan to recite *Fateha* for the sad demise of Dr. Bashir Ahmad, the father-in-law of our colleague Mr. Ishaq Dar.

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف): جناب والا! مہیم خان جو کہ ہمارے former Senator ہیں، کے صاحبزادے کی بھی death ہوئی تھی، اس کے لئے دعا کر لیں۔

جناب چیئرمین: ان کا نام بھی include کر لیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین، میں نہایت ہی افسوس کے ساتھ کھڑا ہوا ہوں، بالخصوص اس ایوان کے دو سابق ممبران، جناب عبداللہ شاہ صاحب اور سید حسین شاہ راشدی، اس وقت ہم میں موجود نہیں ہیں۔ عبداللہ شاہ صاحب سینیٹ کے بھی ممبر رہے اور اس کے علاوہ صوبہ سندھ کے وزیر اعلیٰ بھی رہے اور صوبہ سندھ کی اسمبلی کے سپیکر بھی رہے اور اس کے ساتھ وہ provincial Minister بھی تھے۔ عبداللہ شاہ صاحب ایک بڑے upright اور forthright politician تھے جن کے سیاسی کردار پر میں سمجھتا ہوں کہ ہر سیاسی کارکن ناز کرتا ہے۔ انہوں نے کبھی بھی، چاہے کتنا ہی کٹھن وقت کیوں نہ ہو، اپنی سیاسی وابستگیاں تبدیل نہیں کیں

اور اسی کی پاداش میں انہیں جلاوطنی بھی گزارنی پڑی اور اس جلاوطنی کے دوران ان کی طبیعت بھی خراب ہوئی اور میں یہ بات نہایت افسوس سے کہتا ہوں کیونکہ میری ان کے ساتھ خاصی یہاں سینیٹ میں اور اس وقت بھی جب وہ چیف منسٹر تھے، رفاقت رہی ہے۔ اگر مجھے یہ علم نہ ہوتا کہ میں اس وقت عبداللہ شاہ صاحب سے مل رہا ہوں اور ویسے کہیں پر دیکھتا تو یقیناً میں ان کو نہیں پہچان سکتا تھا کیونکہ ان کی صحت اتنی گر چکی تھی۔ افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ یہ جلاوطنی انہیں اس لئے کاٹنی پڑی کہ انہوں نے اپنی وفاداریاں تبدیل نہیں کیں اور NAB کا وہ بے رحم ادارہ ان کے خلاف جھوٹے مقدمات بنا کر بیٹھا ہوا تھا۔

جناب والا! جناب حسین شاہ راشدی صاحب جتنا عرصہ اسمبلی یا سینیٹ میں رہے، انہوں نے سینیٹ میں نہایت اہم contributions کی ہیں اور ویسے بھی وہ ایک ادبی شخصیت تھے اور آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ سندھ کے اندر ان کی family کا اور بالخصوص ان کا اپنا ایک مقام تھا اور یقیناً ان کی وفات کے ساتھ ایک خلا ضرور پیدا ہوا ہے۔ وسیم سجاد نے resolution میں یہ درست کہا کہ جب بھی سینیٹ میں ماحول کشیدہ ہوتا تھا تو ان کی تقاریر ہمیشہ ایک ایسا ماحول create کر دیتی تھیں کی جہاں ان میں مزاح ہوتا تھا، وہاں پر satire بھی ہوتا تھا۔ وہ اپنی بات کو نہایت ہی ادبی طریقے سے کہتے تھے۔ یقیناً میں اپوزیشن کی جانب سے اور بالخصوص، کیونکہ دونوں سینیٹرز کا تعلق Pakistan Peoples Party سے تھا۔ میں دونوں، خاص طور سے پارٹی کی جانب سے جناب لیڈر آف دی ہاؤس کا بھی اور پورے ایوان کا شکر گزار ہوں کہ یہ resolution ان کے لئے آج پاس کی جا رہی ہے۔

جناب چیئرمین: مولانا گل نصیب خان۔

(اس موقع پر دعا کی گئی)

Mr. Chairman: We have two points of order. We agreed upon with the Senator Liaquat Bangulzai and then Mian Raza Rabbani.

Senator Mian Raza Rabbani: Would you take up the Question Hour.

Mr. Chairman: That is alright we will take it later on.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: Question Hour بعد میں کریں گے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ بعد میں لے لیں گے۔

سینیٹر کامل علی آغا (وزیرمملکت برائے پارلیمانی امور): جناب چیئرمین! agenda item ختم کر کے اس کے بعد لے لیں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، بالکل ٹھیک ہے۔ اس کے بعد پندرہ منٹ میں جتنے بھی اب یہ فیصلہ ہوا ہے کہ towards the end of session, points of order تب لئے جائیں گے اور اگر پہلے اطلاع کر دیں تاکہ concerned Ministers آسکیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: یہ بھی decide ہوا ہے، میں پھر یاد کرا دیتا ہوں اپنے تمام دوستوں کو ادھر بھی، ادھر بھی کہ وہ points of order لے کے جایا کریں گے اور پیشگی آپ کو اطلاع دی جایا کرے گی تاکہ Minister صاحب یا کوئی متعلقہ ذمہ دار Minister جو ہے وہ موجود رہیں اور اس پر notes بھی لئے جا سکتے ہیں، points of order میں جواب دینا آپ کے علم میں ہے کہ پابندی نہیں ہے۔ لیکن یہ ہے کہ take-up وہی points of order ہوں گے جس کی پیشگی آپ کو اطلاع دی جائے۔

Mr. Chairman: I think

اس پر بہتر بھی ہے، احسن طریقہ بھی یہی ہے اور points of order ہونے چاہئیں مختصر اور to the point نہ کہ لمبی تقریر ہو۔ تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ تقریر کر سکیں پندرہ منٹ ہوں اور پھر آخر میں اس کے لئے دیے جائیں گے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، لیکن میری گزارش یہ ہے کہ میرا point of order چونکہ law and order کے حوالے سے ہے اور Minister for Interior شاید آخر وقت تک نہ بیٹھ نہ سکیں۔ چونکہ فیصلہ یہ ہوا تھا کہ منسٹر صاحب کی موجودگی میں یہ باتیں ہوں گی تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید ان کی کوئی مصروفیات ہوں گی۔ آخری hour تک وہ شاید بیٹھ نہ سکیں۔ ہمارے

سابق سینیٹر میر مہیم خان بلوچ صاحب کے صاحب زادے کو انتہائی بے دردی کے ساتھ دن دیہاڑے قتل کیا گیا اور آج اس واقعہ کو تین مہینے سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ ایف آئی آر درج ہے۔ ملزمان nominated ہیں۔ سب کچھ ہے لیکن اس کے باوجود ہماری صوبائی حکومت جو کہ سندھ کی ہے، انہوں نے اب تک ملزمان کو گرفتار نہیں کیا ہے اور بھاگ کر، مفرور ہو کر اس وقت بلوچستان میں ہیں۔ اور اس حوالے سے میرے خیال میں ان کے نام ایک لیٹر بھی Home Minister صاحب نے لکھا ہے۔

میں اپنے Minister for Interior، مجھے یہ بھی انتہائی دکھ ہے کہ ان کے جلسۂ عام پر بھی ایک خود کش حملہ ہوا تھا جس کی ہم مزحمت کرتے ہیں اور ان شہدائے چارسدہ کے حوالے سے میں یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ سینیٹ کا پہلا اجلاس ہے میں مولانا گل نصیب صاحب کو گزارش کروں گا کہ ان کے لئے بھی دعا مانگیں ان کی مغفرت کے لئے بھی، لیکن جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ ایک ایسا واقعہ کہ جو دن دیہاڑے کسی نوجوان بچے کو قتل کرنا اور اس کے ملزمان بھی نامزد ہیں ان کی اس وقت تک، تین مہینے کے بعد بھی گرفتاری نہ ہونا یہ ہمارے وزارت داخلہ کی، میں اس کو نااہلی قرار دے سکتا ہوں۔ اس کے سوا میرے پاس اور کوئی لفظ نہیں کہ میں اس کو استعمال کروں۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیں۔ شیر پاؤ صاحب بتائیں گے اور we are all sympathetic اور دعا گو ہیں شیر پاؤ صاحب کی صحت کے لئے اور حفاظت کے لئے۔ مہیم خان صاحب مجھے ملے تھے۔ یہ provincial معاملہ ہے ان سے بھی take-up کریں گے۔ سندھ اور بلوچستان دونوں صوبے اس میں ہیں۔ شیر پاؤ صاحب نے بھی سنا ہے، ان سے بھی میں درخواست کروں گا کہ یہ بھی مہربانی کر کے اس کو take-up کریں۔ جی رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین!------

سینیٹر کامل علی آغا: میاں صاحب ایک منٹ۔ جناب! میری یہ گزارش ہو گی کہ شیر پاؤ صاحب ہمارے بڑے محترم، بڑے بھائی بھی ہیں اور ہمارے لیڈر بھی ہیں اور allied parties کے سربراہ بھی ہیں، میں یہ چاہوں گا کہ ان کے ساتھ جو، جس وقت وہ زخمی ہوئے جو

لوگ شہید ہوئے ان کے لئے دعا بھی ضرور کی جائے اور ان کی صحت کے لئے بھی دعا کی جائے اور شکر بھی ادا کیا جائے کہ ہمارے بھائی کو اللہ میاں نے اتنے بڑے حادثے میں ان کو اور ان کے بیٹے کو بھی بچا لیا جو کہ ایک صوبائی اسمبلی سرحد کے ممبر بھی ہیں، میری یہ request ہو گی کہ جو وہاں پر شہید ہوئے ان کے لئے دعا کروا دی جائے اور جو زخمی ہیں ان کے لئے بھی دعا کی جائے کہ اللہ میاں ان کو صحت عطا فرمائے۔

جناب چیئرمین: شیر پاؤ صاحب اور ان کے اہل خانہ کو بھی اللہ تعالیٰ اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ مولانا صاحب، جی بالکل بیگ صاحب کے لیے بھی کہا ہے۔

(دعائے مغفرت اور شیر پاؤ صاحب کی صحت کے لیے دعا کی گئی)

جناب چیئرمین: باقی جو point of order ہیں وہ پھر بعد میں لیں گے۔ جمال صاحب آپ کا اور ظفر صاحب آپ کا بھی بعد میں، باقی جتنے بھی ہیں وہ آخر میں ۱۵ منٹ میں لیں گے۔ End of the session کے وہ ۱۵ منٹ ہوں گے point of orders کے لیے۔ لیکن جیسے کہا تھا کہ پہلے اگر اطلاع دے دیا کریں تو اس میں relevant concerns جو بھی موجود ہوں گے وہ طریقہ کارآمد رہے گا۔ ہمیں خوشی ہے کہ بیگ صاحب ہمارے ہاں موجود ہیں۔ Does not look well

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! بچ جانے پر وہ اللہ کا شکر ادا کریں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کے سامنے نہایت مختصر طور پر ایک دو باتیں رکھنا چاہ رہا ہوں اور اس میں سب سے پہلے تو یہی بات رکھنی تھی کہ آج جناب سینیٹر انور بیگ صاحب نے علامتی بھوک ہڑتال پارلیمنٹ ہاؤس کے باہر کی اور ان کی بھوک ہڑتال کی وجہ یہ تھی جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ BCCP بہت عرصے سے آئین کے بغیر کام کر رہی ہے اور کئی بار BCCP کے مختلف جو Heads رہے ہیں وہ Standing Committee کے سامنے آئے اور انہوں نے یہ وعدہ کیا کہ وہ آئین کمیٹی کے سامنے رکھیں گے لیکن آج دن تک BCCP کا آئین قوم کے سامنے نہیں آیا اور اس ادارے کو نہیں مل سکا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جو حالیہ World Cup کے اندر debacle ہوا ہے اس کی ایک بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ BCCP کا اپنا

کوئی مکمل structure موجود نہیں ہے۔ اس سلسلے میں بیگ صاحب کی علامتی بھوک ہڑتال ابھی بھی جاری ہے مغرب کے وقت انہوں نے اٹھنا تھا اور ہم نے جا کر ان کو پانی وغیرہ پلانا تھا۔ ایک بات تو آپ کے سامنے یہ رکھنی تھی۔

جناب چیئرمین، ظفر اقبال صاحب ہمارے colleague ہیں میں نے ان سے بھی request کی تھی کہ جا کر ان کو لے آئیں۔ They have joined us and I am glad میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! دوسری بات مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنی پڑتی ہے کہ دو دن پہلے پشاور شہر میں پاکستان پیپلز پارٹی کے ایک لیڈر اور وہاں کی صوبائی اسمبلی کے سابق رکن اور وزیر بھی رہے ان کو دن دیہاڑے قتل کیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب قمر عباس صاحب جو تھے وہ ایک سیاسی کارکن تھے اور ایک نظریاتی سیاسی کارکن تھے جنہوں نے اپنی پوری زندگی اپنے نظریات کے لیے وقف کر رکھی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر جتنے بھی دوست ہیں جن کا تعلق فرنٹیئر سے یا پختون خواہ سے ہے وہ اس بات کی گواہی دیں گے کہ وہ ایک نہایت ہی دیانت دار اور principled political worker تھا اور اس نے اپنی پوری زندگی party discipline کے تحت گزاری۔ اس نے کبھی بھی اصولوں پر سمجھوتہ نہیں کیا اور ان کی جدوجہد ہمیشہ ملک میں جمہوریت اور آئین کی بالا دستی کے لیے رہی۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ صوبائی حکومت اور وفاقی حکومت کو چاہیے کہ وہ فوری طور پر اس کی تحقیقات کروائے اور جو لوگ بھی اس واقعہ میں involve ہیں، ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے متحدہ اپوزیشن کی جانب سے میں اس بات کی سختی کے ساتھ مذمت کرتا ہوں کہ آج صبح جناب منیر ملک صاحب، جو Supreme Court Bar Association کے صدر ہیں ان کے کراچی میں law chambers کو seal کر دیا گیا۔ وہاں پر Karachi Building Control Authority نے صبح جا کر نوٹس لگایا اور کہا کہ ان کی ایک دیوار extra ہے اور یہ دیوار یہاں پر موجود نہیں ہونی چاہیے، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ political victimiztion کی ایک بدترین مثال ہے چونکہ وہ اس وقت Chief Justice of Pakistan

کے وکیل بھی ہیں لہٰذا صوبائی حکومت نے ان کے خلاف انتقامی کارروائی کی اور وہ کارروائی کتنی flimsy grounds پر کی گئی ہے یہ اس بات سے عیاں ہوتا ہے کہ ابھی مجھے یہ بھی علم ہوا ہے کہ سندھ ہائی کورٹ نے اس order کو set-aside کر دیا ہے اور ہم اس حکومتی اقدام کی سختی سے مذمت کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! آخر میں ، میں آپ کے توسط سے عرض کروں گا کہ یہاں پر وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور اور لیڈر آف دی ہاؤس بھی تشریف فرما ہیں' آج ہماری جو تحاریک التوا لگی ہوئی ہیں' ان کا تعلق power and KESC and load shedding سے ہے ' یقیناً یہ ملک اور عوام کا ایک اہم مسئلہ ہے لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس سے زیادہ اہم ہماری دیگر adjournment motions ہیں جن کا تعلق میڈیا' مختلف ٹی وی چینلز جو off-air کر دی گئی تھیں' TV channels پر حملے سے ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ تمام incidents جن میں وکلا پر لاٹھی چارج اور تشدد کیا گیا' ان کا تعلق ان سے ہے تو ہماری priority یہ ہوگی کہ ان تحاریک التوا کو اکٹھا کرکے ان کو پہلے take-up کیا جائے لیکن جیسا کہ آپ کے ہاں بات ہوئی کہ غالباً وزراء کو نوٹس چاہیے تو we are not unreasonable ہم اس پر agree کر لیتے ہیں لیکن اگر آپ کے توسط سے وزیر صاحب کی طرف سے یہ بات آ جائے when would he be taking those issues up شاید کل کے لیے بات ہوئی کہ کل ان کو take up کریں گے چونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نہایت اہم issues ہیں لیکن کیونکہ نوٹس کی بات ہے تو ہم نوٹس دینے کے لیے تیار ہیں۔ اس سلسلے میں honourable Minister or the Leader of the House can make a statement.

سینیٹر کامل علی آغا: جناب چیئرمین! جیسا کہ طے ہو چکا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے مطابق یہ نوٹس دے دیں۔ کل تحاریک التوا take-up کرلیں گے۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: جو طے ہوا ہے اسی کے مطابق take-up کرلیں گے۔

جناب چیئرمین : میڈیا کے متعلق اور *lathi* charge on lawyers یہ دو کل take-up کر لیں گے۔

سینیٹر کامل علی آغا، جو طے شدہ بات ہے اسی کے مطابق کر لیں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جیسے agree ہوا ہے انشاء اللہ ویسے ہی کریں گے۔

Questions and Answers

We will take up the Question Hour now and I will request the members to please keep the supplementary brief. Note that the comments and answer should be brief so that the maximum questions are covered.

اور زیادہ سے زیادہ تین supplementaries allow کریں گے and they should be relevant. Question No. 3. the first question Semeen Siddiqui sahiba.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین ! کیا میں متوجہ کر سکتا ہوں کہ اس وقت ہمارے پاس سولہ جواب آئے ہیں۔ ان میں سے سات ایسے ہیں، بشمول نمبر ایک اور نمبر دو جن کے جواب موصول نہیں ہوئے۔ ان سات میں سے چار ایسے ہیں جن کا نوٹس فروری میں دیا گیا ہے۔ تین ایسے ہیں جن کا نوٹس اپریل کے پہلے ہفتے میں دیا گیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ اب تک ان سات کے جواب حکومت نے کیوں نہیں دیے؟

جناب چیئرمین: جو جواب نہیں تھے، وہ بھی آگئے ہیں اور table پر رکھ دیے گئے ہیں یا رکھ دیے جائیں گے۔

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao (Fedeeral Minister for Interior): Those are placed on the table.

جناب چیئرمین: جی وہی میں نے اعلان کیا ہے کہ they are now with the members; they have been placed here. The first question is No. 3. Semeen Siddiqui sahiba.

3. *Mrs. Semeen Siddiqui: (Notice received on 22-02-2007 at 14.30 p.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to include the areas of union councisl Jabri, Barkot, Muslimabad, Najaf pur, Khanpur and Tufikian, District Haripur, in Islamabad Capital Territory, if so, its details?

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: No. There is no such proposal under consideration of the Government to include the areas of Union Councils Jabri, Barkot, Muslimabad, Najafpur, Khanpur and Tufikian, District Haripur, in Islamabad Capital Territory.

Mr. Chairman: Yes. Any supplementary?

سینیٹر سیمین یوسف صدیقی: جناب چیئرمین! شکریہ، میں معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ان کا جواب تو اس میں آ گیا ہے کہ ان علاقوں کو capital territory میں شامل کرنے کے بارے میں، لیکن ایک خبر 9 جنوری کو "ڈان" اخبار میں چھپی تھی اس کے حوالے سے میں پوچھنا چاہتی ہوں اور اس میں بھی یہ خبر تھی کہ ان علاقوں کو اسلام آباد میں شامل کیا جائے گا۔ اخبار کی خبر کے سلسلے میں وزیر صاحب کچھ وضاحت کر سکیں گے؟

جناب چیئرمین: شیر پاؤ صاحب۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: جناب چیئرمین! جو جواب میں نے دیا ہے، وہی صحیح ہے۔ ہم کسی علاقے کو اسلام آباد میں اس لحاظ سے شامل نہیں کر سکتے کیونکہ یہ ایک Capital of the Republic Determination of Area Ordinanc 1963 کے تحت وجود میں آیا تھا۔ اب جو بھی ہوگا، جب بھی کبھی ضرورت پڑی تو اس میں ترمیم کرنی پڑے گی۔ لہٰذا there is no issue as such.

Mr. Chariman: We will go on to question No. 4. Dr. Muhammad Ismail Buledi.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب چیئرمین! اگر آپ اجازت دیں تو میرا سوال پہلے لے لیں۔

جناب چیئرمین: کونسا سوال؟

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: سات نمبر ہے۔

جناب چیئرمین: بھنڈر صاحب senior colleague ہیں، میں سات نمبر پہلے لے لوں۔ Question No. 7. Ch. Muhammad Anwar Bhinder.

7. ***Ch. Muhammad Anwar Bhinder:** (Notice received on 23-02-2007 at 11.00 a.m.)

Will the Minister for Information Technology and Telecommunications be pleased to state:

(a) whether it is a fact that an amount of Rs. 122 million was allocated in the current year's PSDP for establishment of Optical Fiber Based Transmission Link (2.5 GB/S Capacity) for establishing coastal communication link, if so, the amount received and spent on this projects so far; and

(b) the time by which this project will be completed?

Mr. Awais Ahmed Khan Leghari: (a) Yes. Rs. 122 (M) were allocated in PSDP 2006-07. However same has been surrendered as payment to contractor was differed to next year for reasons of heavy rains in the area. These rains have demaged some portion of executed work which has yet to be repaired and re-tested.

(i)	Total approved cost of the project is	=	627.137 (M)
(ii)	Period of completion	=	Four years
(iii)	Amount Release	=	354.700 (M)
(iv)	Expenditure made	=	332.403 (M)

The project is expected to be completed within Rs. 500 Million.

(b) **The project would be completed by December 2007.**—Physical progress-- 250 KM Optical Fibre Cable has been laid, construction at 08 sites has been completed and Synchronous Digital Hierarchy (SDH) based transmission system and allied equipment from Karachi to Gwadar installed (including Port Qasim, Hub, Agore, Ormara, Badook, and Pasni and Gwadar). Only one site, *i.e.* **Jiwani** is pending. The possession of this site has not been provided to NTC by Provincial Revenue Deptt. at yet.

Mr. Chairman: Yes Bhinder sahib any supplementary?

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! اس میں' میں نے ایک پراجیکٹ کے متعلق پوچھا تھا اور اس کی progress یہ تھی کہ ایک سال میں 122 ملین روپیہ رکھا گیا تھا وہ surrender ہوگیا۔ ابھی میرا خیال ہے کہ مئی اور جون کا مہینہ بھی باقی ہے۔ اب surrender ہوا اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ اگلے سال میں چلا گیا ہے کیونکہ contractor has next یہ surrendered as payment to contractor was deferred to next year. year defer کرنے کی کیا وجوہات تھیں؟ یہ پہلے کیوں surrender کر دیا گیا؟

جناب اویس احمد خان لغاری (وزیر برائے اطلاعات' ٹیکنالوجی اور ٹیلی مواصلات): اس میں basically ایک optic fiber cable ہے جو NTC نے پورٹ قاسم سے لے کر جیوانی تک lay کرنی تھی۔ پچھلے سال سیلاب آیا تھا جس کی وجہ سے کوسٹل ہائی وے کا بڑا حصہ wash out ہو گیا تھا۔ اس میں جو پہلے ہی NTC نے cable بچھائی ہوئی تھی' جس کی یہ extension تھی اس کو بھی بہت زیادہ نقصان پہنچا تھا۔ اس کی بھی ہم نے maintenance کرنی تھی۔ اس وقت میں ہاؤس کو assure کرنا چاہوں گا کہ انشاء اللہ by the end of 2007 یہ پراجیکٹ مکمل ہو جائے گا۔ یہ پیسے 122 million surrender ہونے کی وجوہات یہ ہیں کہ جب اس financial year کے اندر 122 ملین روپے کے اخراجات نہیں ہو سکتے تھے تو بجائے اس کے کہ یہ منسٹری' یہ ادارہ' حکومت کے PSDP فنڈ کو اپنے پاس ہی رکھتا تو وہ reappropriation کے لئے اگر کسی اور پراجیکٹ کے لئے' کسی اور منسٹری کو ضرورت ہو تاکہ non-utilization نہ ہو سکے اور ہم نے اس پراجیکٹ کی implementation کے ذریعے ہی آگے move کرنا ہوتا ہے۔ انشاء اللہ یہ اسی کیلنڈر سال کے اندر مکمل ہو جائے گا اور بہت سارے portion میں کام ہو بھی رہا ہے۔

سینیٹر چوہدری محمد انو ربھنڈر: جناب والا! سیلاب پچھلے سال آیا' رقم اس سال مختص کی گئی' defer اگلے سال کے لئے کر دی گئی' کہ اگلے سال ہوگا۔ دسمبر میں کہہ رہے ہیں کہ یہ مکمل ہو جائے گا۔ اس سال اس کے جو 122 ملین ہیں' وہ کیوں خرچ نہیں کیے گئے' یہ بڑا

نیک مقصد ہے کہ پیسے utilize ہوں لیکن ہم-----

(اس مرحلے پر ڈپٹی چیئرمین جناب میر جان محمد خان جمالی صاحب نے کرسی صدارت سنبھالی)

رقمیں جناب بڑی مشکل سے مختص ہوتی ہیں، بجٹ میں آتی ہیں اور بجٹ میں آکر اگر خرچ نہیں ہوتی اور surrender ہو جاتی ہیں تو بجٹ میں provision کا کیا فائدہ؟ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ PDSP میں ہم نے اتنا روپیہ رکھا لیکن یہ question اور بھی محکموں کے متعلق دیے ہیں، اگر surrender ہو جاتے ہیں، اگر رقم وہ خرچ نہیں ہوتی، میں نہیں سمجھتا کہ یہ رقومات بجٹ میں صرف دکھانے کے لئے تھیں اور اب surrender کر دی گئیں، پچھلے سال سیلاب آیا اور اس سال اس میں سے کوئی خرچ نہیں کیا جا رہا۔ کیا وزیر صاحب اپنی اس progress سے مطمئن ہیں اور کیسے 2007 میں یہ مکمل ہو جائے گا؟

جناب اویس احمد خان لغاری، جناب والا! ایک تو میں آپ کو inform کروں کہ اس پراجیکٹ کی جو اصل cost 627.137 million تھی اب اس وقت انشاء اللہ اس پراجیکٹ میں دیر ہونے کے باوجود 127 ملین کی saving expected ہے کیونکہ ہم نے cost effectiveness وغیرہ کے ذریعے پانچ سو ملین کے اندر اس پراجیکٹ کو مکمل کرنے کا اندازہ لگایا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو اس سال کے financial year کی جو allocation ہوتی ہے تو اس کی planning پچھلے سال ہوتی ہے، یعنی 2006-07 کے financial year کے اندر جو رقم مختص کی جاتی ہے اس کا فیصلہ جون 2006 سے پہلے ہوتا ہے اور وہ بجٹ کی جاتی ہے۔ اس کے بعد حالات کچھ اس قسم کے پیدا ہوئے کہ ہم پیسہ اپنے پاس نہیں رکھنا چاہتے تھے۔ اس کی ہمارے پاس کوئی utility نہ ہوتی۔ یہ پراجیکٹ due to unforeseen reasons کی وجہ سے delay ہوا ہے۔ اب اس پراجیکٹ کے اوپر بہت خاطر خواہ progress ہو چکی ہے اور اس کیلنڈر سال کے اندر اس optic fiber کو activate کر دیں گے۔ آئندہ خیال رکھا جائے تاکہ اگر کوئی non-utilisation ہو رہی ہو تو اس کی جو budget amounts ہیں وہ وہی seek کی جائیں جو اخراجات ہو سکیں۔ لیکن چونکہ یہ unforeseen reasons تھے، اس لئے یہ ہمارے کنٹرول میں نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب۔ اگلا سوال نمبر ۴ ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی۔

4. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 23-02-2007 at 8.30 a.m.)

Will the Minister for Information and Broadcasting be pleased to state:

(a) the number of sanctioned posts in PTV;

(b) the names, designation, place of domicile, date of appointment and nature of appointment of the persons appointed in PTV during the last three years indicating also the salary, allowances and other fringe benefits admissible to them;

(c) whether the said appointments were made after completing the formalities concerned and by adverstising the posts in the national press?

Mr. Muhammad Ali Durrani: (a) 5787.

(b) The required information is attached at Annexure "A".

(c) Yes.

(Annexure has been placed on the Table of the House as well as Library).

Mr. Deputy Chairman: Supplementary.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جناب والا! صفحہ 9 پر 9 لوگوں کے نام ہیں۔ پہلے کا اگر ڈومیسائل دیکھیں گے تو سندھ اربن، دوسرے کا ڈومیسائل پنجاب، تیسرے کا ڈومیسائل پنجاب، چوتھے کا ڈومیسائل پنجاب، پانچویں کا ڈومیسائل پنجاب، چھٹے کا ڈومیسائل پنجاب، ساتویں کا ڈومیسائل پنجاب، آٹھویں کا ڈومیسائل بھی پنجاب۔ 7 from Punjab اور ایک from Sindh (U) اس ایک شخص کی علیحدہ بھی qualification ہے۔ وہ بھی دیکھ لیجیے سیریل نمبر 5 پر جناب والا! اس کی qualification ہے میجر جنرل ہے۔ نام میں نہیں لیتا۔ جناب والا! کیا پاکستان پنجاب کے لیے ہے یا سندھ اربن کے لیے ہے یا میجر جنرلوں کے لیے ہے یا ہمارے لیے

ہے؟

Mr. Deputy Chairman: Who is going to respond from there Mr. Muhammad Ali Durrani. Kamil Ali Agha.

سینیٹر کامل علی آغا: یہ انہوں نے annexure غلط پڑھ دیا ہے۔ Annexure ان کی table پر علیحدہ پڑا ہو گا۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: مجھے یہی نظر آیا ہے۔ کسی کی table پر نہیں ہے۔ میں نے بہت ڈھونڈا، مجھے یہی annexure نظر آیا ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: صبر کریں میں آپ کو ڈھونڈ دیتا ہوں، حوصلے سے بیٹھیں، کوئی بات نہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: کرتے ہیں رضا صاحب! کرتے ہیں۔ یہ ہیں، ان کے پاس نہیں پہنچے۔ Only concerned Member, ڈاکٹر اسماعیل بلیدی نہیں آئے، ان کی table پر یہ information ہونی چاہیے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: جی جناب! یہی ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: یہ ہے تو یہی لیکن غلط جگہ پر لگا ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: غلط جگہ پر annexure لگ گیا ہے۔ Information Minister کی کارکردگی دیکھتے ہوئے پنجاب کے لوگ بہت زیادہ۔۔۔

سینیٹر کامل علی آغا: ان کا سوال کیا ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ سپلیمنٹری سوال کریں، on his behalf آپ نے پوچھ لیا ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: یہ اچھی بات ہے کہ مارتے بھی ہیں پھر سوال بھی سمجھ میں نہیں آتا۔

سینیٹر کامل علی آغا: سوال تو کریں نا۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: سوال یہ ہے کہ ان آٹھ لوگوں میں سے سات پنجاب سے ہیں، ایک سندھ urban سے ہے، ان میں سے ایک کی علیحدہ qualification ہے کہ وہ Major General ہے۔ کیا پاکستان چار صوبوں پر مشتمل نہیں ہے؟ کیا ان دو صوبوں کا ہی حق ہے کہ ان کے درمیان بندر بانٹ کی جائے اور اس صوبے میں بھی صرف ایک مخصوص طبقے تک، اس میں بھی urban, rural کا نہیں۔ کیا ان کے علاوہ بھی لوگ رہتے ہیں یا نہیں رہتے یا ان کا بھی کوئی حق بنتا ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: مطلب یہ ہے آغا صاحب! ان کا سپلیمنٹری سوال ہے کہ---

سینیٹر کامل علی آغا: پی ٹی وی میں جتنی بھی recruitments ہوتی ہیں، ان کا ایک مخصوص criterion مقرر ہے، اس کے مطابق وہ ads دیتے ہیں اور جو applicants آتے ہیں، ان میں سے انہوں نے select کرنا ہوتا ہے۔ یہ اگر مزید کوئی تفصیل چاہتے ہیں تو یہ نیا سوال دے دیں، انشاء اللہ اس کی تفصیل بھی آ جائے گی۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: بحث میں نہ پڑیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: نہیں، میں بحث میں نہیں پڑوں گا، آخری کالم پر لے جاؤں گا، جہاں پر criterion لکھا ہوا ہے۔ انہوں نے شاید آخری کالم نہیں پڑھا۔

سینیٹر کامل علی آغا: میں نے پڑھ لیا ہے، میں ان کو یہ کہہ رہا ہوں، پڑھ کے کہہ رہا ہوں کہ جناب ایک مخصوص criteria کے مطابق درخواستیں طلب کی جاتی ہیں۔ جو لوگ apply کرتے ہیں، ان میں سے select کیے جاتے ہیں۔ ان کو اگر کوئی مزید تفصیل چاہیے تو میں مزید تفصیل کے لیے تیار ہوں، یہ fresh question دے دیں، میں مزید معلومات بھی فراہم کر دوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: صرف ایک observation ہے کہ یہ جو MD, PTV کے

آگے Finalist Chartered Accountant, educational qualification ہے ' there is nothing of that nature. آپ Chartered Accountant ہیں یا نہیں ہیں۔

Basically he has failed in chartered accountancy and could not complete it. You can't say lawyer, finalist. doctor, finalist.

جناب ڈپٹی چیئرمین: MBA لندن سے ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: اس information کو finalist is nothing. He could not complete his CA. جناب! یہ کیا ہے incorrect information اگر Ministry level پر اس طرح آئے گی تو یہ بڑی بری بات ہے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب! اس سوال کو defer کریں، یہ زیادتی ہے-----

جناب ڈپٹی چیئرمین: آغا صاحب! میرے خیال میں اسی session کے دوران یہ سوال---، درانی صاحب آ جائیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: کیوں جی یہ کیا چاہتے ہیں؟ یہ کیا بات کر رہے ہیں؟ موزوں---

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! printed answer ہے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب چیئرمین! یہ کہتے ہیں کہ ہم فضول بات کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایک منٹ، آغا صاحب کو جواب دینے دیں۔ آغا صاحب on behalf of درانی صاحب جواب دے رہے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: ان کو کہیں کہ اپنی language تو ٹھیک کریں جناب۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: میری language بھائی ----

جناب ڈپٹی چیئرمین: بھائی easy رہیں، ابھی حوصلے سے، ہم نے یہاں بیس دن اکٹھے رہنا ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: کچھ ضروری چیزیں ہوتی ہیں' کچھ required information ہوتی ہے' کچھ پوچھی جاتی ہے اور کچھ فضول پوچھا جاتا ہے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: یہ پھر---

سینیٹر کامل علی آغا: میں اپنی statement پر قائم ہوں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: ہم اپنے حق کی بات کرتے ہیں' یہ کہتے ہیں فضول ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آغا صاحب! انہوں نے جو point out کیا ہے کہ جو Chartered Accountant finalist ہے' اس کو علیحدہ کر دیتے ہیں لیکن وہ information تو آ گئی ہے۔ اگر اس information سے you are not satisfied, you can ask the Minister to come in...

سینیٹر کامل علی آغا: یہ نیا سوال دیں جی۔ یہ کیا بات ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے انہی دنوں میں منسٹر صاحب بھی فارغ ہو جائیں گے جب یہ session میں ہیں ہمارے پاس آئیں گے، نیشنل اسمبلی میں بھی session ہو رہا ہے۔ عظیم طارق صاحب ----

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: یہ ادھار کا سوال لے کر اس کو sabotage کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہوں نے supplementary question کر لیا ہے' میں نے ان کو جواب دے دیا ہے' اب یہ کیا چاہتے ہیں؟ کوئی مزید information چاہیے تو fresh question دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آغا صاحب! انہی دنوں میں منگوا لیں گے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کیا دوسرے صوبوں کا کوئی حق نہیں ہے؟

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: کون باہر چلے گئے ہیں؟

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری: طارق عظیم صاحب۔ وہ ابھی باہر آئے تھے ---

جناب ڈپٹی چیئرمین: طارق عظیم صاحب کسی ضروری کام سے روز چلے جاتے ہیں۔

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری: انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ اجلاس شروع ہو گیا ہے تو میں نے کہا کہ شروع ہو گیا ہے۔ وہ کہنے لگے میرا question ہو گیا' میں نے کہا کہ وہی put up ہوا ہے تو وہ کہنے لگے ٹھیک ہے وہ چلتا رہے' میں ابھی آتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اسی session کے دوران میں ٹھیک ہے نا۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: نہیں جناب! یہ ظلم نہ کریں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! یہ کیا بات ہے' یہ کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں نے briefing لی ہوئی ہے۔ وہ کسی دیگر کام میں مصروف ہیں۔ یہ اعتراض والی کیا بات ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: اچھا جی اس کو set aside کرتے ہیں۔

Senator Kamil Ali Agha: When I own my responsibility...

Mr. Deputy Chairman: Fine.

سینیٹر کامل علی آغا: یہ کیابات کر رہے ہیں کہ وہ آئے تھے یا نہیں آئے تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں ذرا بحث کو دوسری طرف لے آؤں۔ سوال اگر آپ پڑھ لیں (b) 4 ہے۔

The names, designations, place of domicile, date of appointment and nature of appointment of the persons appointed in PTV during the last three years indicating also the salary, allowances and other fringe benefits admissible to them.

جواب میں ساری چیزیں نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: جی پہلے the number of sanctioned posts in PTV یہ

(a) ہے۔ اس کے بعد part-b پر information الگ ہے اور جواب بھی موجود ہے۔ اس کے بعد اس کا part-c ہے۔

whether the said appointments are made after completing the formalities concerned and by advertising the posts in the national press

اس کا بھی جواب موجود ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! میں نے اس کا بڑا تفصیلی جواب دیا ہے۔ جو applicants آتے ہیں ان میں سے انہوں نے select کرنا ہوتا ہے۔ اگرچہ بلوچستان کا کوئی آدمی نہیں آیا تو اگر کوئی نہ آئے تو selection or recruitment تو نہیں رکے گی۔

Senator Saadia Abbasi: Sir, Mr. Chairman, can I say something?

جناب ڈپٹی چیئرمین: میڈم سعدیہ عباسی صاحبہ۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: یہ جو سوال ہے No. 4 جناب! اس کا answer Annexure-A میں نہیں ہے۔ Annexure-A میں جو جواب ہے وہ Question No.23 کا ہے۔ The Board of Directors of PTV, this relates to the Board of Directors of PTV.

سینیٹر کامل علی آغا: میں نے پہلے کہا ہے کہ 9 پر اس کا جواب نہیں ہے Nine- پر قطعی طور پر اس کا جواب نہیں ہے۔ Annexure-A میرے پاس موجود ہے میں ان کو دکھا دیتا ہوں۔ یہ تئیس صفحے پر ہے۔ یہ دیکھ لیں۔ میں ان کو دے رہا ہوں۔ یہ اس کو تفصیلاً دیکھ لیں۔ اس کے اندر 476 نئی appoinments ہوئی ہیں۔

سینیٹر سعدیہ عباسی: جناب چیئرمین! نمبر ۴ کا جواب نہیں ہے۔ اس کا جو جواب ہے-------

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: یہ اس کا جواب ہے table پر رکھوا دیتے ہیں۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Please make it part of the property of the House.

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman: I think we like to delay it for a new day. You can have a look at it.

(Interruption)

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: چیئرمین صاحب! table of the House پر تو information آ جائے گی۔ پھر جس نے ضمنی سوال کرنا ہے کرے۔ ڈیفر کردیں کیونکہ اس کا تو جواب آیا ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جاوید اشرف قاضی صاحب۔

سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف (وزیر برائے تعلیم): جناب! وہ annexures نہیں ہیں اس لئے جو تجویز ہے کہ اسے defer کر دیا جائے تو کر دیا جائے۔ جب سوال نمبر ۴ کے annexures ہوں گے تو پھر اس پر ضمنی سوالات پوچھ لئے جائیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: دیکھیں جی۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کو ڈیفر کرنے کا کوئی مقصد نہیں ہے required infromation آپ کے پاس موجود ہے۔ میں نے table بھی کر دی ہے-------

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: رضا صاحب! ان کو بات تو کرنے دیں۔ پلیز بات کرنے دیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: چھ ہزار لوگ ہیں اس میں، اس میں بتائیں کہ سندھ، بلوچستان، پختونخواہ اور پنجاب کے کتنے لوگ ہیں؟

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: رضا صاحب! information جس ممبر نے سوال کیا تھا ان کی میز پر ہے' Chair & concerned Minister کے پاس ہے۔ Please have a look at it. It is the property of the House. Next day جب Ministry for Information کا question answer ہو گا تو اس دن یہ دوبارہ take-up کرلیں گے۔ جی میڈم۔

Senator Saadia Abbasi: Sir, this was already there, see Annexure-A and it relates to Question No.23. The issue is still relevant کہ Board of Directors of PTV میں سوائے دو صوبوں کے وہاں اکثریت ایک صوبے کی ہے' باقی صوبوں کی نمائندگی نہیں ہے۔ یہ کیوں ہے؟ اب اس کا جواب دے دیں؟

Mr. Deputy Chairman: Agha Sahib, would you like to say something on it?

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! جب آپ نے خود defer کر دیا ہے تو پھر یہ پنڈورہ بکس کس چیز کے لئے کھولا جا رہا ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال نمبر ۲۴۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! 4 کے بعد سوال نمبر 6 ہے' پھر 7 ہے وہ take-up ہو چکا ہے' پھر 9 ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آغا صاحب! اگر آپ Information Ministry کے ہیں تو انہی کا ہی question ہے' اسی کو ساتھ لیتے جائیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: لیکن جناب اب next question آئے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں وہ overlap ہوتا جا رہا ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: کیوں overlap ہو رہا ہے؟ Question No. 6 لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جنرل اشرف قاضی صاحب آپ کچھ suggestion دینا

چاہتے ہیں؟

سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف: میں اس annexure میں ایک چیز point out کرنا چاہتا ہوں کہ 8 members میں سے 5 ex-officio members ہیں، یعنی جو بھی آدمی اس عہدے پر ہو گا وہ automatically------

Mr. Deputy Chairman: By virtue of his post.

سینیٹر لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف: جی by virtue of his post، یہ کسی صوبے کا کوٹہ یا selection نہیں ہوئی، اگر آپ دیکھیں تو یہ ex-officio ہیں اور اوپر جو دو والے ہیں وہ چیئرمین اور MD ہیں، وہ کسی بھی صوبے سے ہیں، ان میں سے ایک اربن سندھ سے اور ایک پنجاب کا ہے۔ اس وقت کوئی recruitment نہیں ہوئی، کسی صوبے کے کوٹے کا معاملہ نہیں ہے chance کی بات ہے کہ جو ex-officio تھے they happened to be from Punjab.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب آگے بڑھتے ہیں۔ میں اس پر آ رہا ہوں۔ آغا صاحب! تشریف رکھیں - We will take up question No. 6, Mr. Kamran Murtaza. کیونکہ Interior Minister ادھر موجود ہیں تاکہ وہ جواب دیتے جائیں۔

6. ***Mr. Kamran Murtaza:** (Notice received on 23-02-2007 at 10.00 a.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

(a) the number of houses in Street No. 56, Sector G-6/4, Islamabad which were white washed/distempered since 2001; and

(b) the number of applications lying pending with CDA for white washing/distempering of houses in that strteet and the time by which remaining houses will be white washed/distempered?

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: (a) 36 Nos.

(b) 09 applications for white wash are under process. The work would be carried out after allocation of funds and completion of codal formalities.

Mr. Deputy Chairman: Any supplementary? Yes Mr. Kamran Murtaza.

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب! یہ question No. 6 کوئی اتنا خاص important تو نہیں ہے مگر انہوں نے جو جواب دیا اس کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ پھر روپے کی بات ہے کہ۔

9 applications for white wash are under process. The work would be carried out after allocation of funds and completion of codal formalities.

ان سے پوچھا تھا کہ کام کب کریں گے تو کہا کہ جب funds available ہوں گے۔ تو جناب یہ مذاق والی بات نہیں ہے کہ جب funds available ہوں گے۔ آپ کے پاس funds دس سال بعد، پچاس سال بعد available ہوں گے۔ صرف اس کا اتنا جواب تو دے دیتے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کامران مرتضٰی صاحب! سوال آپ نے سردیوں میں پوچھا تھا، ابھی تو گرمیاں ہیں، چار ماہ کے بعد ہاؤس آ رہا ہے۔ شیر پاؤ صاحب please جواب دیں۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ (وفاقی وزیر داخلہ): جو سوال کیا گیا تھا اس کے مطابق ہی جواب دیا گیا ہے۔ یہ سپلیمنٹری پوچھتے تو میں ضرور بتاتا۔ لازمی بات ہے کہ funds کم سے کم ملتے ہیں، supplementary کے لئے بھی کوشش کی ہے، کچھ نہیں ملا۔ ہم جو مانگتے ہیں اس کا دسواں حصہ ملتا ہے لیکن I have already instructed them کہ CDA دو ماہ کے اندر اندر اپنے پیسوں سے یہ جو 52 گھر ہیں ان کی white washing وغیرہ فوری طور پر کر دے۔ I have used my own initiative وہ ان کے فنڈ سے کرا رہے ہیں، گورنمنٹ سے جو total funds ملے تھے، I can give you detailed list but I don't think it is required if he wants, I can give him.

Mr. Deputy Chairman: Kamran Murtaza sahib! you sort out the information. We will go to question No. 9. Mr. Kamran Murtaza.

9. *Mr. Kamran Murtaza: (Notice received on 24-02-2007 at 08.35 a.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

(a) *whether it is a fact that some investigating officers of passport cell of FIA Islamabad have engaged private persons for their assistance for investigating the cases who are working regularly in the office of the passport cell, if so, the source of payments to those persons; and*

(b) *whether there is any proposal under consideration of the Government to take action against those officer for engaging those persons, if so, its details?*

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: (a) No private person is engaged with any Investigating Officer of Passport Cell of FIA Islamabad.

(b) No comments are required from FIA.

Mr. Deputy Chairman: Any supplementary? Yes Mr. Kamran Murtaza.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: اس کا جواب آ گیا ہے۔ میں نے سوال پوچھا تھا اور میں اب بھی insist کرتا ہوں کہ FIA میں اس طرح کے لوگ ہیں کہ جنہوں نے آگے پرائیویٹ لوگ رکھے ہوئے ہیں اور وہ ان کے لئے کام کرتے ہیں۔ جواب آ گیا کہ کوئی نہیں رکھتا۔ میرا کوئی ضروری سوال نہیں بنتا مگر صرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایسا ہے اور میرا سوال کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ اس ہاؤس کی توجہ اس طرف ہو جائے اور وزیر صاحب کی توجہ بھی اس طرف مبذول ہو جائے۔ اب پھر توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ایسا ہے اور میں اپنی بات پر insist کر رہا ہوں کہ اس کو دیکھیں، بعد میں کل problem بنے گی۔ Thank you

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: مجھے پتہ ہے کہ جب یہ ادھر آتے ہیں تو تحقیق کر کے آتے ہیں۔ I have found out کسی اور circle میں ایک شخص تھا جس کو کہ سزا دی گئی ہے، ادھر اگر ہو تو please bring it to our notices and definitely we will take action.

Mr. Deputy Chairman: Thank you Minister sahib. Question No. 10, again Mr. Kamran Murtaza.

10. ***Mr. Kamran Murtaza:** (Notice received on 24-02-2007 at 08.35 a.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

(a) whehter it is a fact that the CDA has constructed water tanks in some houses in Street No. 56, Sector G-6/4, Islamabad, if so, the number of houses where the same have been constructed;

(b) the number of applications lying pending with the CDA for construction of water tanks in the remaining houses of that street and the time by which water tanks will be constructed in those houses?

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: (a) Yes.

(b) 12 applications for provision of water tanks are under process. The work would be carried out after allocation of funds and completion of codal formalities.

Mr. Deputy Chairman: Any supplementary? No supplementary.

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: In this also, I have told them to get the water tanks

جن کے پاس نہیں ہے وہ CDA اپنے فنڈ سے کرے گا۔

Mr. Deputy Chairman: Mir Israrullah Khan Zehri, Question No. 11.

11. ***Mir Israrullah Khan Zehri:** (Notice received on 24-02-2007 at 08.40 a.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

(a) the date on which coast guard check post was established at Uthal, Balochistan; and

(b) the authority which approved the establishment of the said check post and the date of approval?

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: (a) Pakistan Coast Guards Uthal check post was established on 4th October, 1978.

(b) It was established under the authority of Pakistan Coast Guards Act 1973.

Mr. Deputy Chairman: Any supplementary? Yes, Mir Israrullah Khan Zehri.

سینیٹر میر اسرار اللہ زہری: جناب! صورتحال یہ ہے کہ مشاہد حسین سید کی جو Sub-committee بلوچستان کے لیے تھی، اس میں سارے chains اور camps ختم کیے گئے تھے۔ باقی سارے ختم ہیں اور coast gaurd چل رہا ہے اور وہ chains نہیں ہیں بلکہ camps ہیں۔ گاڑیوں کو نیچے اتر کر camp میں جانا پڑتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی شیر پاؤ صاحب۔

جناب آفتاب احمد خان شیر پاؤ، جناب چیئرمین! as far as I remember جب مشاہد حسین وہاں پر گئے تھے تو he had an interaction with the Frontier Corp over there اور ان کے جتنے بھی camps تھے، check posts تھے وہ ہٹا دیے گئے ہیں۔ This is on the highway towards Karachi. سینیٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس کے ساتھ camps ہیں اور لوگوں کو وہاں لے جایا جا رہا ہے

I can investigate into that and find out if that is happening that is wrong. They cannot take anyone.

مگر اس میں basically it is not smuggling but human trafficking and arms racket کے لیے کیا گیا ہے and we can always see and find out اور کوئی ایسی بات ہو جس سے inadvertantly لوگوں کو تنگ کیا جا رہا ہے یا پریشان کیا جا رہا ہے they cannot be allowed to do that.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Madam Kalsoom Perveen.

سینیٹر کلثوم پروین: جناب! یہ جتنی بھی chains تھیں وہ ختم کر دی گئی تھیں لیکن یہ chain ابھی تک کام کر رہی ہے اور اس میں زیادتی والی بات یہ ہے کہ یہ منشیات اور

سمگلنگ کے لیے تھی مگر یہاں باقاعدہ اتار کر لوگوں کو camp میں لے جا کر investigation کی جاتی ہے اور پوچھا جاتا ہے کہ یہ گاڑی کس کی ہے؟ کس کے نام پر registered ہے؟ کون چلا رہا ہے؟ کتنے بچے ہیں؟ وہاں family کو اتارا جاتا ہے جب کہ ان کا اس سے کوئی کام نہیں ہے اور یہ بڑی تشویش کی بات ہے۔ میں نے یہ point Committee میں بھی اٹھایا تھا۔ وزیر صاحب اس کا تفصیلی جواب دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ میڈم۔ رضا صاحب آپ کا بھی یہی specific معاملہ ہو گا اور ڈاکٹر مالک صاحب کا بھی یہی ہو گا۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین صاحب! جو شیرپاؤ صاحب کہہ رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح نہیں ہے۔ وہ check posts وہاں پر smuggling روکنے کے لیے نہیں ہیں بلکہ یہ smugglers کو invite کرنے کے لیے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ check post جو اتھل کا ہے وہاں دو دو سو روپے لیتے دیکھا ہے۔ میں بسوں کے ذریعے سفر کرتا ہوں۔ یہ لوگوں کی جس طریقے سے تذلیل کرتے ہیں اور انہیں ذلیل کرتے ہیں وہ میں بتا نہیں سکتا۔ یہ کہتے ہیں کہ Coastal Highway پر جتنے check posts تھے remove کر دیے گئے ہیں، کوئی remove نہیں ہوئے، اسی طرح FC کے chains ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی رحیم مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! بات یہ ہے کہ مشاہد حسین صاحب کی کمیٹی کی خصوصی recommendation ہے کہ اتھل اور شیلا باد کے chains کو ختم کیا جائے اور اس کے لیے خصوصی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ یہ بلوچستان صوبے کے خلاف ایک ناروا عمل ہے۔ میں وزیر صاحب سے یہ مطالبہ کروں گا کہ وہ اس camp اور chain کو ختم کریں۔ اس میں لوگوں کی بہت بے عزتی ہو رہی ہے۔ لوگوں کو تمام دن camps میں رکھا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ وزیر صاحب آپ بلوچستان کے Senators کو کوئی خصوصی time دیں۔ They will come to your office اور آپ بیٹھ کر اتھل اور شیلا باغ کے بارے میں بات کریں۔ Meeting fix کرا لیتے ہیں۔ جب آپ Interior Minister کے ساتھ

بیٹھیں گے تو یہ سارے معاملات ادھر ہی دیکھیں گے۔ جب چوہدری شجاعت Interior Minister تھے نواز شریف کے، اس وقت بھی یہ مسئلہ اٹھا تھا اور یہ پھر re-continue ہو جاتا ہے ۔ میرا خیال ہے شیرپاؤ صاحب تو available ہیں ان دنوں۔

(اس موقع پر اذان کی آواز سنائی دی)

اذان ہو رہی ہے اور بیس منٹ کے بعد انشاء اللہ پھر اکٹھے ہوں گے نماز مغرب پڑھ کے۔ Thank you very much.

[The House was then adjourned for Maghrib Prayer]

(The House reassembled at 7.37 p.m. with Mr. Deputy Chairman, Mir. Jan Muhammad Khan Jamali in the Chair.)

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں اسی سلسلے میں۔ فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے، لوگوں کو سنیں، بڑا دل رکھیں ۔ موسم آنا ہے بڑے دل رکھنے کا، لوگوں کو سننے کا موسم آگیا ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: اتھل چیک پوسٹ عرف سونے کی چڑیا۔ بلوچستان کے شہر اتھل میں کراچی سے 120 کلومیٹر پر واقع پورے پاکستان کی تاریخ میں border سے 120 کلومیٹر پر اگر کہیں checking ہوتی ہے تو بے شک اتھل پر لوگوں کو الٹا لٹکائیں۔ آپ کے علم میں ہے کہ یہاں پر temperature normally in between 45 and 48 رہتا ہے۔ جو لوگ کوئٹہ سے travel کر کے یہاں تک پہنچتے ہیں انہوں نے تقریباً 600 کلومیٹر یا 650 کلومیٹر کا سفر کیا ہوتا ہے اور اس میں بچے، مرد، بوڑھے بیمار، مزدور سب آتے ہیں اور وہاں پر کوسٹ گارڈ والوں کی طرف سے گو کہ ایک huge amount کروڑوں میں وہاں سے یہ bribe اکھٹا ہوتا ہے۔ ظالموں نے کوئی ٹھنڈی سائے کی جگہ بھی passengers کے لئے نہیں بنائی ہے اور جس بے رحمی سے تلاشی ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ شلوار تک دیکھتے ہیں معذرت کے ساتھ اور

یہی کیفیت شیلا باغ چیک پوسٹ پر ہے اور یہ چیک پوسٹ باقاعدہ طور پر auction میں بکتا ہے کہ کون اس کے کتنے پیسے دے گا؟ نوٹس میں صرف یہ بات لانا تھی، آپ کے علم میں یہ بات بہتر طور پر ہے، ہمارے بھائیوں کے علم میں ہے۔ خدارا اس مسئلے سے ہماری جان چھڑائیں۔ یا تو نظام پورا پاکستان میں شروع کر دیں کہ ہر 120 کلومیٹر پر لوگوں کی تلاشی ہو گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ جناب۔ شیرپاؤ صاحب کے ساتھ ابھی میری بات ہوئی ہے، اسی حوالے سے ہوئی ہے، میرے خیال میں ان کا جواب سن لیں۔ میرا خیال ہے کہ ان کا ارادہ یہی ہے کہ وہ سارے دوستوں کو floor of the House پر کچھ کہنا چاہتے ہیں اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہاں جو بلوچستان کے سینیٹر صاحبان موجود ہیں ان کو office میں بلا کر بیٹھ کر ایک نشست ہوجائے گی۔ وہیں پر سوچیں گے کہ کیا actions لینے ہیں وہ بھی ہوجائیں گے۔

Sherpao sahib please take the floor.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ نے اس کے علاوہ کچھ کہنا ہے تو شیرپاؤ صاحب تو حاضر ہیں۔ جی آپ بولیں، وہ آپ کے لئے بیٹھ گئے ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جی وہ تو اس کو add کرلیں گے لیکن میں شیرپاؤ صاحب کو ایک دعوت دینا چاہتا ہوں بلوچستان آنے کی۔ وہ میرے ساتھ-------

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ بولیں وہ آپ کے لیے بیٹھ گئے ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جی وہ تو اس کو handle کرلیں گے لیکن میں شیرپاؤ صاحب کو بلوچستان آنے کی دعوت دینا چاہتا ہوں۔ وہ میرے ساتھ کوئٹہ سے ہمسفر ہوں، جس کوچ میں میں جاؤں گا، وہ بھی اس میں میرے ہمسفر ہوں۔ جناب چیئرمین صاحب! میں اس بات کی گارنٹی دیتا ہوں کہ اگر میری اور شیرپاؤ صاحب دونوں کی جیب تلاشی نہ لی گئی تو جو چور کی سزا وہ میری۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایسی نوبت کیوں آئے؟ جب floor of the House سینیٹر ایک بات کہہ رہا ہے تو ...that is ایسے ہی کوئی ہلکی بات تو نہیں ہوتی۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین صاحب! خدارا جب آپ نے مشاہد حسین کمیٹی میں باقاعدہ نام لے کر ان دونوں check posts کو ختم کرنے کا اعلان کیا تھا تو اس کے باوجود آپ ان کی existence کو justify نہیں کر سکتے۔ آپ ان کو ختم کر دیں یہ ہمارے ساتھ بے دردی اور بے رحمی سے وہ سلوک کر رہے ہیں جو آپ اپنی بھیڑ بکریوں کے ساتھ بھی نہیں کرتے۔ ہماری خواتین، بچوں، بوڑھوں کے ساتھ جناب چیئرمین، میں اسی بات کا رونا رو رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے. thank you بنگزئی صاحب! بیٹھیں، شیرپاؤ صاحب سن رہے ہیں۔ شیرپاؤ صاحب پلیز۔ میں نے تو وہی راستہ بتایا ہے کیونکہ شیرپاؤ صاحب آجکل جرگہ ہو رہا ہے کابل اور اسلام آباد کے درمیان تو خود ہی دیکھ لیں، بہتر یہی ہے۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: جو آپ فیصلہ کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے بلوچستان کے سینیٹرز سب ایک وقت لیتے ہیں اور جا کر ان کے ساتھ بیٹھتے ہیں کیونکہ سینیٹرز ایسے ہی بات تو نہیں کرتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں شیرپاؤ صاحب is ready to do that. جی بالکل۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: آپ کے درمیان مسائل حل کریں لیکن یہ third والا مسئلہ حل نہیں کرنا ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: یہ دونوں ...check-posts by name

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بالکل آئیں۔ Thank you. Sherpao Sahib is ready.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: ان کو ہٹا دیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ بیٹھ کر طے کریں، جو بھی طے کریں گے پھر آپ ہمیں House میں مطلع کر دیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: ہم کس سے time لیں؟ آپ سے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین : شیر پاؤ صاحب available ہیں۔ وہ تو during the session ادھر ہی ہیں۔ کل دن کا وقت رکھ لیں، پرسوں کا رکھ لیں۔ سینیٹ کا آفس coordinate کرے گا۔ Thank you. Question No. 12. Mir Israrullah Khan Zehri.

12. ***Mir Israrullah Khan Zehri:** (Notice received on 24-02-2007 at 08.40 a.m.)

Will the Minister for Interior be pleased to state:

(a) the number of persons posted at coast guard check post, Uthal, Balochistan; and

(b) the number of complaints received against the said persons during the last five years indicating also the action taken thereon?

Mr. Aftab Ahmad Khan Sherpao: (a) 105 persons are performing their duties at Uthal check post.

(b) The complaints against Pakistan Coast Guards personnel during last five years is nine.

Based on enquiry and subsequent departmental action, 6 x persons were awarded different types of punishments from period between 2002 to 2007 (including 2 x Dismissed from Service, 1 x Summary Court Martial, 1 x Severely Reprimanded, 1 x Deprived from the appointment and 1 x 28 Day Rigorous Imprisonment) for their alleged involvement in undesirable activities.

Mr. Deputy Chairman: Any supplementary?

سینیٹر میر اسرار اللہ زہری: جناب! ضمنی سوال سے پہلے میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بالکل شیرپاؤ صاحب اس پر بات بھی کریں گے، ہم ان سے بات کریں گے۔ یہ check post نہیں ہے، یہ camp ہے۔ یہ بدنام زمانہ ہے۔ میں آپ کو صاف کہوں، یہ بلوچستان کے عزت دار لوگوں کے لیے میں کیا کہوں؟ سینیٹ، قومی اسمبلی کا کوئی ممبر یا عام شہری ہو، کوئی بھی جائے وہ اس کو کھڑا کر کے کہتے ہیں کہ دس گاڑیاں ہیں جب تک یہ فارغ ہوں گی اس

وقت تک آپ ہوٹل میں چائے پیئیں۔ جناب! آپ کو یاد ہو گا کہ میری family وہاں سے گزر رہی تھی، میں نے آپ سے request کی کہ ان سے اجازت لیں کہ ہماری family کو باعزت طریقے سے گزرنے دیں۔

جناب! میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ ایسی check post ہے، میں نے یہ question raise کیا ہے، شیرپاؤ صاحب بھی سب کچھ کہہ دیں گے، میں کہتا ہوں کہ President Musharraf اس chain کو ختم نہیں کر سکتے جناب۔ اس سے اتنی زیادہ income ہوتی ہے، اس کو کوئی ختم نہیں کر سکتا۔ یہ کہیں گے لیکن مجھے یہ ڈر ہے کہ جب میں اگلی دفعہ جاؤں گا تو وہ میری گاڑی میں بم یا ہیروئن رکھیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اللہ ایسی نوبت نہ لائے۔

سینیٹر میر اسرار اللہ زہری: جناب! پچھلی دفعہ تو میں نے Interior کی کمیٹی میں بات کی تھی تو پہلے تو ادھر سے check کرتے تھے، اب ادھر سے بھی پکڑ رہے ہیں۔ جناب! اگر اس پر ممبران کی کوئی کمیٹی بنا دیں اور وہ اس کو check کرے کہ اگر ہم غلط کہہ رہے ہوں تو ہم اس floor پر کہتے ہیں کہ ہم استعفیٰ دے دیں گے۔ اگر ہم سچ کہتے ہیں تو مہربانی کریں۔ ایسا ظلم تو اسرائیل میں بھی نہیں ہوتا، جیسا بلوچستان میں ہوتا ہے۔ جس طرح ان check posts پر بلوچستانیوں کی توہین کی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بیٹھیں، تشریف رکھیں۔ میرا خیال ہے شیرپاؤ صاحب نے commit کیا ہے تو آئیں بیٹھیں اور اس معاملے کا حل نکالتے ہیں۔

سینیٹر میر اسرار اللہ زہری: جناب! میں اس پر ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔ اس میں 105 افراد ہیں، کوسٹ گارڈ میں تو بہت سارے ہیں۔ جناب! اس میں local لوگ کتنے بھرتی ہوئے ہیں یا بھرتی کر رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: انہوں نے سوال کیا ہے اس میں 105 تو ہیں لیکن یہ نہیں بتایا کہ ...local

جناب ڈپٹی چیئرمین: ہاں province-wise break up میرا خیال ہے اسی میٹنگ میں پلیز آپ ان سے information لے کر بتا دیں اور سارا ایوان، خاص طور پر بلوچستان کے اراکین یہ توقع رکھتے ہیں کہ شیرپاؤ صاحب اس مسئلے کا حل نکالیں گے۔ یہ خود اس سوسائٹی سے تعلق رکھتے ہیں جہاں ان چیزوں کا بہت notice لیا جاتا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: جناب چیئرمین! اگر ان کو تسلی نہیں ہے تو let it go to the committee. I have no objection.

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں یہ چاہتا ہوں کہ کمیٹی میں جانے کی بجائے پہلے آپ سے direct معاملات طے کر لیں تو یہ بہتر ہو گا۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ If they want it in the committee, I don't mind.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شیرپاؤ صاحب available ہوں گے، آپ کی coordination کر دیتے ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: ان سے coordination کر لیں، ہم ان کو حقائق بتا دیں گے کہ یہ حقائق ہیں اور وہ ان کو ختم کرنے کا اعلان کریں۔

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: یہ دو طریقے ہیں، جو آپ مناسب سمجھیں----

جناب ڈپٹی چیئرمین: شیرپاؤ صاحب اگر موجود ہوں تو آپ ساروں کی موجودگی میں وہ سارے متعلقہ افسران اور کوسٹ گارڈ کے کمانڈر بھی آ جائیں تو بہتر ہوگا۔ شکریہ، Senate office will coordinate the meetings اس کے بعد وہ meeting coordinate کریں گے اور working day پر meeting ہوگی جس میں آپ Senators Balochistan جائیں گے اور اس سلسلے میں meeting کریں گے۔ We will make sure that you are informed.

سینیٹر کلثوم پروین: پہلے ہم شیرپاؤ صاحب سے میٹنگ رکھیں گے؟

Mr. Deputy Chairman: Senate will coordinate that.

جی آخری ضمنی سوال کریں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: انہوں نے فرمایا ہے کہ پانچ سال میں نو بندے جو ہیں وہ convict ہوئے ہیں۔ یہ کس رینک کے ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: رحمت صاحب! سوال میں رینک پوچھا نہیں گیا ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: میرا ضمنی سوال is related to this very question.

جناب ڈپٹی چیئرمین: اگر اس میں تفصیلات مانگی جاتیں تو پھر وہ بتاتے کہ این سی او، جے سی او یا کس رینک کے ہیں۔ بہرحال میٹنگ میں یہ چیزیں آ جائیں گی۔ جی ڈاکٹر محمد سعد صاحب۔ Please take the floor.

Senator Dr. Muhammad Said: Sir, I have a little question. I think why should the Minister for Interior be absolutely helpless in controlling what is happening at the Uthal Coast. Why should there be a committee or anything else to determine and control things from Islamabad? Are you so helpless?

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر صاحب! اس میٹنگ کا مقصد ہی یہ ہے کہ ان چیزوں کو streamline کرلیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ خود بھی کہہ رہے ہیں لہذا کمیٹی کو ریفر کرتے ہیں۔ Raza Sahib, Senators from Balochistan desire کہ یہ کمیٹی کو ریفر ہو جائے تو یہ کمیٹی کو ریفر ہو سکتا ہے۔ وہ خود ہی درخواست کر رہے ہیں کہ کمیٹی کو بھیجیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: ٹھیک ہے جی۔

Mr. Deputy Chairman: As per your agreeing to it, we refer the matter to the Interior Committee. Question No. 15, Enver Baig Sahib, on his behalf, please.

15. ***Mr. Muhammad Enver Baig:** (Notice received on 24-02-2007 at 12.20 p.m.)

Will the Minister for Narcotics Control be pleased to state the number of Pakistanis and Foreigners, separately arrested on drug charges from January 2005 to November, 2006 with month-wise break-up indicating also the names of those persons, date of arrest, place of arrest and present of the cases against them?

Mr. Ghous Bux Khan Maher: (i) The total number of Pakistanis and foreigners separately arrested from January, 2005 to November, 2006 is as under:—

Pakistanis	=	939
Foreigners	=	302

(ii) Month-wise break-up of the said Pakistanis/foreigners is given below:—

<u>*Pakistanis*</u>			<u>*Foreigners*</u>		
Jan 05	=	26	Jan 05	=	08
Feb 05	=	26	Feb 05	=	12
Mar 05	=	25	Mar 05	=	15
Apr 05	=	28	Apr 05	=	17
May 05	=	41	May 05	=	17
Jun 05	=	25	Jun 05	=	11
Jul 05	=	34	Jul 05	=	18
Aug 05	=	25	Aug 05	=	11
Sep 05	=	24	Sep 05	=	19
Oct 05	=	48	Oct 05	=	09
Nov 05	=	42	Nov 05	=	04
Dec 05	=	45	Dec 05	=	07
Jan 06	=	36	Jan 06	=	12
Feb 06	=	50	Feb 06	=	06
Mar 06	=	60	Mar 06	=	14
Apr 06	=	55	Apr 06	=	10
May 06	=	46	May 06	=	11
Jun 06	=	62	Jun 06	=	22
Jul 06	=	56	Jul 06	=	28
Aug 06	=	44	Aug 06	=	18
Sep 06	=	56	Sep 06	=	12
Oct 06	=	51	Oct 06	=	12
Nov 06	=	34	Nov 06	=	09

(iii) The details regarding Pakistanis and foreigners arrested, date of their arrest and present status of the cases against them during the period are given in Annexure-A&B, respectively.

(Annexures have been placed on the Table of the House as well as in the Library)

Senator Sardar Muhammad Latif Khan Khosa: My supplementary question is that there are 939 Pakistanis and 302 foreigners, this is the number given but as I find in my experience, they are only carriers and petty people who are arrested. Why are all the drug barons not apprehended? Why are the rackets completely routed? Is it that the Government is patronizing them or is it that influential people are doing the same things and we heard from the International Media Poppy Generals, what the hell is happening? Why are these ordinary people being arrested and over one year and 11 months so many people have been arrested and still this menace of drugs is not being eradicated completely? Why can't they get hold of those drug barons who are supplying and roaming the country like this?

Mr. Ghous Bux Khan Maher (Minister for Narcotics Control): Whoever is caught red-handed or any name is disclosed we arrest them, challan them and I have given a compehensive detail. In any special case, my honourable friend can ask, I will like to give him material.

جناب ڈپٹی چیئرمین: Pakistanis and foreigners دونوں کے نام لے لیں۔

I think we are all in ہے subjudice matter کا جی There are some drug barons picture.

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ: یہ کیا جواب ہوا؟ اس میں تو کسی بڑے کا

نام نہیں ہے جبکہ state machinery اس بارے میں بہت متحرک ہے اور پھر بھی they are continuing with this illegal and immoral trade and which is ruining the entire nation.

جناب غوث بخش خان مہر، جناب! اس وقت میرے پاس تفصیل نہیں ہے کہ اس میں کتنے drug barons ہیں لیکن اس میں تفصیل ہے کہ اتنے لوگ پکڑے گئے ہیں۔ اس میں چھوٹی اور بڑی fish بھی ہیں۔ ان پر کروڑوں کا جرمانہ اور اتنی ہی properties seize کی گئی ہیں۔ عمر بھر کے لئے قید بھی کئے گئے ہیں۔ بڑے بڑے اس میں نام ہیں۔ مزید اگر کوئی تفصیل مانگیں گے تو میں ان کو دوں گا۔

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ، ایک بھی بڑا نام نہیں ہے۔ ایک بھی بڑا نام نہیں ہے they are poppy growers.

جناب غوث بخش خان مہر، اگر نہیں ہے تو آپ مجھے بتا دیں۔

سینیٹر سردار محمد لطیف خان کھوسہ، وہ اگر میں کام کرتا ہوں تو بتاؤں۔ یہ کیا ہے؟ یہ آپ کا ہی کام ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جناب چیئرمین! یہ سینیٹ کے ساتھ آج دوسرا مذاق ہے کہ یہ جو annexure ہے یہ دوسروں کی table پر تو ہے مگر ہماری table پر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جو question کرتا ہے ان کے لئے رکھا جاتا ہے۔ وہ انور بیگ صاحب کی سیٹ پر ہو گا۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، بالکل نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، (سیکرٹری صاحب سے متوجہ ہو کر) بہرحال اس کو دیکھ لیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: اصل میں اس میں بڑے بڑے ٹھاکر سامنے آ جائیں گے۔ اس کو فائدہ یہ ہو گا کہ پتا چل جائے گا کہ کون اس کے پیچھے ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : یہ ہمارے پاس بھی ہے ' it is a property of the House یہ آپ دیکھ لیں ۔ The Minister is available یہ سب آپ ابھی دیکھ لیں ' I study it and then let's go for further proceedings. اگر کوئی ایسی بات ہو تو۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ : جناب عالی ! being a member of Narcotics Committee ہم نے گزارشات کی تھیں کہ ہم point out کرتے ہیں کہ کہاں کہاں ان کے dumping stations ہیں۔ منسٹر صاحب کو بہتر علم ہے ' اگر ذرا ہاتھ ڈالیں تو ہم آپ کے helping hands ہیں لیکن چاروں headquarters میں جہاں جہاں سے legislative members ہیں ' وہاں کی جو authorities ہیں ' وہ بھی ان کے ساتھ in touch نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : میرے خیال میں Maher sahib is ready to help.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ : مہر صاحب نے پہلے بھی یہ فرمایا تھا کہ بالکل ساتھ رہیں گے لیکن جہاں مہر صاحب بھی بے بس ہیں ' وہاں کیا کیا جائے۔

جناب غوث بخش خان مہر : جو نام meeting میں دیے گئے ' اب جن پر cases ہیں ' وہ ملیں گے تو پھر کارروائی کریں گے ' اب ایسے تو نہیں ہے کہ کسی کو بھی پکڑ کر چالان کردیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : میرے خیال میں آپس میں ایک meeting کر لیں Narcotics Committee اور آپ ۔ ہماری Narcotics Committee کی چیئرپرسن ہیں؟ میڈم کلثوم پروین صاحبہ! آپ ذرا یہ coordination کریں اور ہمارا دفتر ہے .at your disposal اچھا we are getting short of time now اب Questions Hour کا ایک گھنٹہ complete ہو گیا ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ : جناب ! ایک منٹ کے لیے۔ میں نے انور بیگ صاحب کی table پر یہ جواب رکھا ہوا دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس میں بڑے بڑے لوگ بھی پکڑے گئے ہیں۔ اس کا second page دیکھیے کہ اس میں بڑے لوگ کون ہیں۔ اس کا جو quantum of punishment ہے اس سے آپ کو پتا چل جائے گا کہ کتنے بڑے بڑے لوگ پکڑے گئے

ہیں؛ دوسال سزا، ڈھائی سال سزا، یعنی وہ سارے چھوٹے چھوٹے لوگ ہیں۔ اس میں second page دیکھیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی میں دیکھ رہا ہوں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: آپ کے سامنے present status ہے۔ اس کا last column, دیکھیں under trial لکھا ہوا ہے۔ اس کے بعد ہے کہ ڈھائی سال سزا ہوئی ہے اور ساتھ پچاس ہزار روپے جرمانہ ہے اور پتہ نہیں ہے کہ وہ بھی آگے ہائیکورٹ میں چھوٹ گیا ہو گا۔ اس کے بعد ایک سال سزا ہوئی ہے۔ پھر چھ مہینے سزا ہوئی ہے۔ تو اس میں سارے بڑے بڑے لوگ ہیں جن کو چھ مہینے، ایک سال اور ڈھائی سال سزا ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے کہ میڈم کلثوم پروین کی Standing Committee کو refer کر دیتے ہیں۔

Minister sahib is available. It is referred to the Narcotics Committee.

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب والا! روشن خیالی تو ویسے بھی چل رہی ہے، اس لئے اسے بھی روشن خیالی کی نذر کردیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اللہ معافی دے، ہم دم مارو دم کی stage سے گزر گئے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! میں آپ کی اجازت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ گو مجھے اس بات کا اندازہ ہے کہ بہت سی معلومات ایسی ہوتی ہیں کہ جو صرف متعلقہ ممبر اور لائبریری میں فراہم کی جاتی ہیں لیکن کیا ہم تھوڑی بہت تبدیلی کرکے یہ نہیں کر سکتے کہ یہ ساری معلومات سب ممبروں کو ملیں؟ اس کے لئے محنت تو ہوگی لیکن معلومات نہ ملنے سے یہ بڑا disadvantage ہوتا ہے کہ ہمارے پاس پوری معلومات نہیں ہوتی ہیں۔ بلا شبہ اس سے دفتر کا کام بڑھے گا لیکن میرا خیال یہ ہے کہ وہاں رکھنے کی بجائے پوری معلومات ہاؤس میں تمام اراکین کو فراہم کی جائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے کہ اس کے بارے میں ہم تمام بیٹھ جاتے

ہیں- اس میں Leader of the House and Leader of the Opposition بھی ہوں -

جیسے آپ لوگ decide کریں گے we are at your disposal. ٹھیک ہے کہ تھوڑی extra

effort کرنی پڑے گی لیکن آج Printing methods things are being improved.

have been improved. Cyclostyle کا زمانہ نکل گیا ہے- آج تو fibre crime کا زمانہ آ

گیا ہے - Now, we move on to the next question. یہ تو طلحہ محمود کا Interior

Ministry کے بارے میں سوال ہے - لیکن Questions Hour now should come to

an end. باقی چیزیں بہت رہ گئی ہیں-

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کے honour میں بیٹھے ہوئے ہیں- وہ کہتے ہیں کہ

ہمیں آٹھ بجے وہاں پہنچنا ہے - They have a meeting with the Czech Prime

Minister. میرا خیال ہے کہ سب نے وہاں جانا ہے - Most of the Ministers have to

go there.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آخری- ایک ہی سوال کرتے ہیں-

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی: جناب! ایک گزارش ہے کہ اس last question

کے بعد باقی سوالات defer کر دیں-

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ defer کر دیں گے - These are for the next

working day. یہ اس میں آ جائیں گے - That will be taken up by the concerned

Ministry.

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Questions Hour usually becomes the property of the House. They are right.

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی: جناب! اس میں گھنٹہ گھنٹہ تقاریر ہوتی ہیں تو آپ

اسے kindly defer کر دیں، یہ چھ مہینے سے put کئے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، اس میں usually questions آ جاتے ہیں، that becomes property of the House.

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، جناب! آپ ہاؤس کا concern لے لیں لیکن یہ باقی defer کر دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، اچھا ایک hour ابھی ختم ہو رہا ہے because we started late. اس میں 20 minutes add کریں and it is coming to an end. Question No. 19 will be the last question. Mr. Liaqat Bangulzai.

19. ***Mr. Liaqat A. Bangulzai:** (Notice received on 27-02-2007 at 09.00 a.m.)

Will the Minister for Information and Broadcasting be pleased to state:

(a) the detail of television stations and boosters/re-transmitters in the country in Government sector; and

(b) the income generated through those television stations during the year 2005-06?

Mr. Muhammad Ali Durrani: (a) At present, 06 TV Stations are functioning in the country, One each at provincial capital, Lahore Karachi, Quetta, Peshawar and 02 at Federal Capital Islamabad. There are also 82 TV Boosters operating throughout the country for PTV-1 and PTV-2.

(b) the total income generated by Pakistan television stations during the year 2005-06 amounted to Rs. 4,140 million.

Mr. Deputy Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی، جناب! میں نے وزیر اطلاعات و نشریات سے یہ سوال پوچھا تھا کہ سال 2005-06 کے دوران ہمارے ملک میں موجود آٹھ ٹی وی اسٹیشنوں کی کل income کتنی ہے؟ مجھے جواب دیا گیا کہ ان کی کل آمدنی 4 million روپے ہے۔ جناب چیئرمین! کیا یہ بات قابل یقین ہے کہ 6 television stations جہاں ایک منٹ کے

اشتہار کے لیے لاکھوں روپے دیے جاتے ہیں، پورے سال میں ان کی 40 لاکھ روپے income بنتی ہے۔ یہ تو جناب! اونٹ کے منہ میں زیرہ ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی عظیم طارق صاحب۔

سینیٹر طارق عظیم خان (وزیرمملکت برائے اطلاعات و نشریات): ان کو جو جواب دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ advertising کی جو income ہے وہ 1821 million rupees ہے اور جو licence fee ہے اس میں 2319 million rupees ہے اور جو total income بتائی گئی ہے وہ 4140 million rupees ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرے خیال میں وہ غلط print ہو گیا ہے لیکن ادھر یہ آ گیا ہے۔ جی ہارون اختر صاحب۔

سینیٹر ہارون خان: جناب! یہاں 4,124 million لکھا ہوا ہے which amounts to 4.124 billion. اگر 4.124 billion منافع ان stations سے ہوا ہے تو میرے خیال میں that is wrong, may be that is the revenue generated. I don't think it is possible کہ ان چھ stations سے 4.124 ارب روپے ان کو منافع ہوا ہے۔ انہوں نے منافع پوچھا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: خالص منافع۔

سینیٹر طارق عظیم خان: جناب! آمدنی سے خرچہ نکال کر منافع بنتا ہے۔ This is income. یہ revenue generated ہے اور اس میں سے expenditure آپ نکال دیں تو پھر منافع معلوم ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ House کو بتائیں کہ کتنا خرچہ ہو جاتا ہے۔ ان کے بہت سے خرچے ہوتے ہیں electronic media کے اور وہ make up سرخی پاؤڈر وغیرہ ہر چیز۔

سینیٹر طارق عظیم خان: اگر کوئی یہ question put کرے تو we will get the right detail for you اور ان کی expenditure side کا بھی پتا چل جائے گا اور then,

کہ ان کا profit کیا ہوتا ہے۔ we can work out

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ جناب! next time اس کے متعلق بتا دیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ there is a lot of improvement in the get-up.

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: جناب چیئرمین! ہر supplementary question کے بارے میں ہمارے وزیر محترم کہتے ہیں کہ الگ سے سوال کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں الگ سے نہیں، یہ پتا کرا کے بتائیں گے۔ طارق عظیم اور محمد علی درانی دونوں Senators ہیں اور یہ دونوں اس House کے members ہیں۔

Now we come to the end of the questions because the time is finished.

We come to the leave applications.

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر محمد علی بروہی بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر گزشتہ 37 ویں اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے انہوں نے گزشتہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب محمد غفران خان ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 37 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 21 اور 22 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر جاوید لغاری ذاتی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ 37 ویں اجلاس کے دوران مورخہ 19 اور 21 فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈاکٹر کوثر فردوس نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ

9 سے 13 مئی کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جناب جہانگیر خان نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر جا رہے ہیں۔ اس لیے مورخہ 10 مئی تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

میر محمد نصیر مینگل نے اطلاع دی ہے کہ وہ بلوچستان کے سرکاری دورے پر ہیں۔ اس لیے مورخہ 9 سے 11 مئی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جناب سلیم سیف اللہ خان نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری مصروفیات کے باعث مورخہ 10 مئی تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

سردار یار محمد رند نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر ہیں اس لیے مورخہ 9 سے 20 مئی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم نے اطلاع دی کہ وہ بعض مصروفیات کے باعث آج مورخہ 9 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

محترمہ انیسہ زیب طاہر خیلی نے اطلاع دی ہے کہ وہ بعض مصروفیات کے باعث مورخہ 9 اور 10 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گی۔

We now come down to the Privilege Motions. Please move the Privilege Motion, Raza Sahib.

Privilege Motion

Breach of Privilege of a Member by the Minister of Privatization and Investment

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, it is my Privilege Motion and it is related to the Minister for Privatization.

A breach of my privilege as a Member of the Senate of Pakistan has been committed by the Federal Minister for Privatization and Investment on the following amongst other facts and grounds:

(1) That on 15th December, 2006 I addressed a letter to the said Minister bearing No. 2/Sen/LO/06 asking for a copy of the Privatization Agreement of the Karachi Electric Supply Company.

(2) That the said Minister failed to respond to the letter under reference.

(3) That my Private Secretary on a number of occasions remineded the Private Secretary to the said Minister, Secretary Privatization Commission and the Consultant Privatization Commission, Mr. Sikandarkheli with reference to the said letter but to no avail.

(4) That on the 20th of April, 2007 a reminder was sent to the said Minister vide No. 2/SEN/LO/07. The same has not been replied till date.

The KESC Privatization Agreement is a public document, it appears that there is a deliberate attempt on the part of the Privatization Commission to conceal the said document.

The breach of privilege has occurred and continues to occur due to the following amongst other reasons;

(a) The failure of the said Minsiter in replying to my letters dated 15th December, 2006 and 20th April, 2007.

(b) The failure to provide a copy of a public document, namely the Privatization Agreement of the KESC.

This matter may be referred to the Privileges Committee.

Now, Mr. Chairman! this was the *Namaz* break, this was my Privilege Motion and it was holding the field but during the *Namaz* break when I was at the seat the honourable Minister was good enough to come

down to my office and he has given me the Privatization agreements of the KESC and, therefore, in view of the fact that I have received the agreements of the Privatization, I would not press this Privilege Motion.

Mr. Deputy Chairman: Thank you, this is a very good precedence, Zahid Hamid Sahib this is a very good precedence.

Mr. Zahid Hamid (Minister for Privatization and Investment): The Privilege Motion has been read out. If it has been withdrawn straight way, of course I need not to say anything but since the Privilege Motion has been read out, I feel obliged to, at least, state the fact that was available to me.

In so far as the trasanction itself is concerned, Sir let me just state at the outset that the KESC Privatisation transaction was carried out in the year 2005 in a totally open, fair and transparent manner.

Now, relevant details of that transaction were released at that time and have been released subsequently from time to time. In fact under Section 26th of the Privatization Commission Ordinance because the transaction has been completed, we are obliged to issue a gazette notification in which all the salient features of that transaction are stated. So, there is no question at all of concealing any document or any fact relating to the privatization itself.

Now, on top of that sir, rules which have been prescribed under the 2000 Ordinance, all documents relating to the privatization transactions are confidential. On top of that there is a specific

confidentiality clause in the share purchase agreement relating to this particular transaction. Therefore, there were not only strategies, that is rule, in fact this regulation relating to this confidentiality and secrecy of these documents but also contractual provision which prevented us from, just let as say putting these agreements now on web site or for that matter discriminating them to all, I am sending. Having said of course we have nothing to hide, as I said, we have already disclosed the salient features of the transaction and certainly responsible member of this honourable House namely the honourable Leader of the Opposition, we have nothing to hide from him either.

Therefore, as permitted under the regualtions, we had authorised that the relevant documents may be shown to him but in the view of that confidential nature that these be, please, returned to us after the honourable Leader of the Opposition has seen them. This is what in fact, I had instructed my staff to do, unfortunately because of lack of communication this could not have been done earlier but we have made them available and we would request because of confidential nature of these documents, after the honourable Senator has seen them, should be returned to the Privatization Commission. Thank you sir.

Mr. Deputy Chairman: OK. fine. We move down to the Adjournment Motions. This is name of adjournment motion, we take up item No. 7. This is on the reported privatization of major units of the country, one of the mover

-ﺑﺘﺶ

Senator Mian Raza Rabbani: I would request that we can come to the privatization because we are running short of time and the privatization motion can be taken-up on another day. The other motions which are pertaining to load shedding and KESC they are far more important, I would request that we take this up and this privatization motion could be fixed for another day.

Mr. Zahid Hamid: I have no objection as such but.......accurate report of an interview given by me which has subsequently been clarified, the question put to me was that what transaction will the Privatization Commission take up after June when the present transactions are completed. Answer given by me was that the Council of Common Interests as long ago as May, 1997 and one of the Opposition parties was in fact in power, had approved the long list of public entities and number of those entities had not been taken up for privatization. And that included PIA, the Railways and the Civil Aviation. Therefore, obviously at some stage, I did not mention any day, we would be taking up those entities also because they are on approved privatization programme. Now, if this adjournment motion pertains to that in an accurate statement then of course because this has already been clarified by me and subsequently, TV and in other interviews, then it is not admissible in any case. But even otherwise, if the intention is to discuss the privatization policy then of course, Rule 194 is applicable, appropriate motion should be given under

194 and it is consistent practice and precident both and in this honourable House and in the National Assembly that anything which can be raised to motions will not be raised to an Adjournment Motion. Thank you sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی رضا ربانی صاحب۔

Senator Mian Raza Rabbani: The precise purpose of not getting into a protracted debate at this time and to save time, I would simply state that we are well aware of our provisions in our rules of moving a motion under Rule 194 and as far as the Minister's statement is concerned that there has been a subsequent contradiction to this. I have been following the newspapers as it has not passed through my eyes, I would therefore, most humbly request you that there are a number of questions that arise from this interview or statement at the press conference that the Minister has given and therefore I would request that it may be deferred for another day and the other motion be taken up.

Mr. Zahid Hamid: There have been contradictions that have appeared subsequently and its not a press conference.

جناب ڈپٹی چیئرمین، دیکھ لیں if you are satisfied ٹھیک ہے نہیں تو I am, if you ask for debate, adjournment motion پر۔

Senator Mian Raza Rabbani: It may be deferred for another day.

Mr. Deputy Chairman: OK. it is deferred for another

آدھے گھنٹے کے لئے۔ We move to the next Adjournment Motion. 20 بلکہ ابھی تو 19, 20 minutes ہو گئے ہیں۔ کامران مرتضیٰ صاحب آپ کا Adjournment Motion ہے on

اور پروفیسر خورشید صاحب کا بھی یہی ہے۔ the increase of prices of electricity

سینیٹر کامران مرتضیٰ: یہ ۲۷ فروری ۲۰۰۷ کا Adjournment Motion ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: There are two Adjournment Motions on this issue, if you could club them.

سینیٹر کامران مرتضیٰ: اس کو admit بھی کرلیں اور اس کو سن لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہاں separate ہیں جو جمع ہوئے ہیں۔

جناب کامران مرتضیٰ: ہم کہہ رہے تھے یہ increase نہیں ہونی چاہیے۔ اس کے بعد تو وہ------

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس میں various subjects ہیں یا تو آپ جیسے،

Jatoi Sahib has never let down this. He has always come in the Senate and he answers on debate.

Senator Mian Raza Rabbani: On the increase of prices regarding load shedding on the electrical crisis they are all the things, on load shedding in Karachi and they are all the same on two hours load shedding from 7th May. They are all basically the same.

Senator Kamran Murtaza: Electricity crisis

ایک ہی بات ہے نا جناب۔

Senator Mian Raza Rabbani: There are 1,2,3,4 and 5.

Mr. Deputy Chairman: Half an hour

میں سب چیزیں handle ہو جائیں گی------

سینیٹر میاں رضا ربانی: Half an hour میں تو نہیں ہو سکتیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہی تو میں نے کہا half an hour میں---

سینیٹر میاں رضا ربانی: آٹھ motions ہیں اس میں ہماری بھی ہے ان کی بھی ہے سب کی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی جتوئی صاحب۔

Mr. Liaquat Ali Jatoi (Minister for Water and Power): If it is acceptable by the honourable Member.

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ suggestions دیں۔

Mr. Liaquat Ali Jatoi: I really do not want to get away from all this but I would recommend today there are two. One is about increase in the tariff entirely a different issue and other is a post load shedding management, but I would request we can take up today about the increase in the tariff, the other one would be taken up tomorrow.

Mr. Deputy Chairman: Please

جتوئی صاحب مجھے پہلے دیں۔

Mr. Liaquat Ali Jatoi: We can take up tomorrow, load shedding and other things.

Mr. Deputy Chairman: Please Prof. Khursheed.

سینیٹر پروفیسر خورشید: پریس پر ہمارا focus ہے' ان پانچ چھ adjournment motions کے اوپر جن کا تعلق press پر inteference,TV کا suspension صحیح ہے نا جی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: We can' یہ اسے کرنے کے بعد coming week میں بھی رکھ لیتے ہیں۔ These are issues.

سینیٹر میاں رضا ربانی: Law and order سے پہلے Ajournment Motion take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہی پھر کر لیتے ہیں Monday کو کامل علی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: اگر یہ چاہتے ہیں تو یہ ساری motions take up ہو سکتی ہیں کیونکہ فیصلہ بھی کیا تھا لیکن وہ صحیح فرما رہے ہیں کہ یہ دو مختلف issues ہیں ایک issue آج take up کر لیں دوسرا club کر کے وہ Monday کو لے لیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Tariff پر آج کر لیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: ٹائم decide کر لیں تا کہ منسٹر صاحبavailable ہوں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: No problem, tariff پر آج take up کر لیں اور Monday کو load shedding پر بات کر لیں گے۔

Mr. Deputy Chairman: Monday evening.

سینیٹر میاں رضا ربانی: چھ سات motions ہیں ان کو Monday کو دیکھ لیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ان سب کو club کر کے اکٹھے take up کر لیں گے۔

Minister is ready, he is being very helpful.

سینیٹر میاں رضا ربانی: بے شک Friday کو شروع ہو گا law and order.

جناب ڈپٹی چیئرمین: Friday کو شروع کریں گے تو Monday کو بھی ہو گا۔ Monday کو بھی آپ law and order پر کریں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: نہیں جناب! Friday کو law & order شروع ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Friday کو شروع کریں تو Monday کو بھی ہو گا۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: اگر Friday کو ہو گا تو Monday تک جائے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Monday کو بھی آپ law & order پر بات کریں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: آپ اس کو fix کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Tuesday کو ---

سینیٹر میاں رضا ربانی: نہیں جناب! یہ Friday کو شروع کرنا ہے تو Monday کو جائے گا۔ ٹھیک ہے Tuesday کو take up کر لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اچھا، Tuesday کو کر لیں۔ اچھا thank you very much, please take up the matter on tariff only.

سینیٹر کامل علی آغا: جناب item No.4 کر لیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: نہیں، پہلے adjournment motion کر لیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! میرے موشن کی اجازت ہے ---

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی پروفیسر خورشید صاحب۔

Adjournment Motion: Increasing in Electricity Price

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں ایوان سے اس امر کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ مجھے مندرجہ ذیل adjournment motion move کرنے کا موقع دیا جائے۔

The sudden 10% rise in the price of electricity has jolted the economy of the country and adversely affected the life of the common man day in and day out. This is a matter of urgent national importance. I, therefore, beg to move that the normal business of the House be adjourned to discuss this issue.

جناب چیئرمین! electricity کا مسئلہ کئی اعتبار سے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ سب سے پہلی چیز عوام کی سہولت، روشنی کی فراہمی اور اس گرمی کے موسم میں جو minimum پنکھا ان کو درکار ہے اس کا اس سے تعلق ہے۔ دوسری بات جناب والا! agriculture, industries, business مجموعی طور پر ایک بڑے cost of input کی حیثیت سے break سے آتی ہے جس کے consequences ملک میں قیمتوں پر پڑتے ہیں اور اس سے آگے بڑھ کر international competitiveness ہماری products کی ہے۔ ان تمام پہلوؤں سے اگر آپ دیکھیں تو electricity کی قیمت کا بڑھنا ایک بڑا ہی گمبھیر قومی مسئلہ ہے۔ دراصل جن public utilities

میں بجلی سرفہرست آتی ہے' اس میں اس بات کی ضرورت ہے کہ اسے سستے دام پر فراہم کیا جائے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ cost of production کیا ہے اور ہمیں cost of production پوری کرنی ہے۔ یہ ugly arguments ہیں جو ہمیں کہا جاتا ہے لیکن جناب والا! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمارے ملک میں ہائیڈل بجلی کی بھی جو cost ہے اور اس کی بنیاد کے اوپر میگا پراجیکٹ اور mini projects بھی ہیں دونوں پر کوئی صحیح پالیسی ہو تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ electricity کم قیمت کے اوپر فراہم نہیں کی جا سکتی لیکن چونکہ آپ نے اس کے ساتھ تھرمل کو شامل کیا ہے coal base کو کیا ہے' diesel base کو کیا ہے اور ادھر آپ oil کی prices بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ electricity کی cost بڑھ گئی۔

دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے اس کے لیے جو white elephant بنایا ہوا ہے اس کا آپ تجزیہ کیجیے تو آپ دیکھیں گے کہ cost of production جس بناء پر زیادہ ہے اس میں line losses ہیں اس میں mismanagement ہے' اس میں غیر ضروری خرچے' اس میں corruption' اس میں defaulters ہیں اور اس default کے اندر خود حکومت اور سرکاری ایجنسیاں ایک بہت بڑی پارٹی ہیں ان سب کا ایک اثر یہ ہے کہ آپ consumers کو penalize کر رہے ہیں' آپ انڈسٹری کو penalize کر رہے ہیں آپ ایگری کلچر کو penalize کر رہے ہیں' اور بار بار آپ یہ کہتے ہیں کہ واپڈا کہتا ہے کہ 30% بڑھاؤ ہم آپ پر بڑا کرم کر رہے ہیں کہ ہم 10% بڑھا رہے ہیں۔ جناب والا! یہ pathetic argument ہے اس کو ہم قبول نہیں کر سکتے ہیں۔ جب تک آپ اس معاملے میں بالکل اپنی پالیسی کو reverse نہیں کرتے ہیں' اپنی priorities کو change نہیں کرتے ہیں اور مثال کے طور پر آپ نے distribution agencies بڑھا کر cost کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔ اگر آپ compare کریں تو performance کو تو آپ دیکھیں گے کہ efficiency حاصل نہیں ہوئی ہے' cost of production کم نہیں ہوئی ہے' profit بڑھ گئے ہیں اور اس سے آگے بڑھ کر آپ یہ دیکھیے کہ ان تمام ایجنسیوں نے assets create کر لئے ہیں تقریباً سوا سو بلین کے assets واپڈا اور اس کی ایجنسیوں نے بنائے ہیں اور consumer کو pay کرنے کے لیے مجبور کیا جا رہا ہے۔ ہم نے نیٹ ہائیڈل پراجیکٹ کے سلسلے میں NWFP کے arbitration tribunal میں examine

کیا تو ہم نے محسوس کیا کہ اتنے flaws, leakages, mismanagement ہیں کہ جن کے نتیجے کے طور پر ہمیں اپنا حق مل رہا ہے اور نہ consumer کو قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اتنا اہم issue ہے کہ اس کو جناب وزیر صاحب کو کھلی بحث کے لیے قبول کرنا چاہیے ۔ اس میں ہم نے جو کیا، اس کے متعلق میں بھی تفصیل سے اعداد و شمار پیش کروں گا، آپ کے سامنے رکھوں گا اور باقی تمام ایوان کے معزز اراکین across the divide اس لیے کہ یہ صرف اپوزیشن مسئلہ نہیں ہے، یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے اور اس کے اوپر عام آدمی اور جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ملک کی economy دونوں کا انحصار ہے تو اس بنا پر میں عرض کروں گا کہ اس کو ضرور discussion کے لیے منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کامران مرتضٰی صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضٰی: جناب والا! 25th February, 2007 کو انہوں نے 10 per cent increase in electricity rates کیا تھا and this was the immediate cause to move this motion sir. اور ستائیس فروری کو یہ motion move ہوئی، incidently or unfortunately یہ اجلاس بڑی دیر کے بعد ہوا ہے، جب بڑی دیر کے بعد اجلاس ہوا تو اس کے بعد اسی بجلی کے متعلق ایک اور crisis پیدا ہوگیا جس پر جناب کے پاس دوسری motion بھی pending ہے۔ اس motion کے متعلق مجھے یہ کہنا ہے کہ جب آج سے ساڑھے سات سال پہلے اقتدار سنبھالا گیا تھا تو اس وقت بھی بجلی کی مہنگائی کا رونا رویا جاتا تھا اور جب رونا رویا جاتا تھا تو وہ IPPs والے معاملے تھے اور اس میں اس سے پہلے والی حکومتوں کو accuse کیا جاتا تھا کہ ان کی وجہ سے یا کسی particular شخص کی وجہ سے بجلی اتنی مہنگی ہے اور یہ معاملات اتنے خراب ہیں کہ ان کو درست نہیں کیا جا سکتا۔ پھر آج ساڑھے سات سال گزر گئے، آٹھ سال پورے ہونے کو ہیں، آج بھی بجلی سستی نہیں ہوئی بلکہ مہنگی ہو رہی ہے، کوئی ایسا نیا منصوبہ نہیں شروع کیا گیا جس سے بجلی کی کمی پر قابو پایا جا سکے۔ آپ اور میں جانتے ہیں ایران جو بجلی ہمیں دے رہا ہے اس کی قیمت ایک روپیہ اسی پیسے ہے، یعنی اس قیمت پر ایران کو مکران میں بجلی وارا کھاتی ہے۔ ہم جو اپنے لوگوں کو بجلی فراہم کر رہے ہیں، اس کا نرخ پونے سات روپے ہے۔

ایران والے ایک روپے اسی پیسے میں کماتا بھی ہے' دوسرا ملک بھی ہے۔ تاجکستان بھی آپ سے زیادہ دور نہیں ہے اور انہوں نے دس سنٹ فی یونٹ بجلی دینے کا کہا تھا اگر آپ دس سنٹ کو روپے میں convert کریں تو وہ ڈیڑھ روپیہ میں پڑتی ہے۔ آپ کے پاس اپنا structure ہے ان کے پاس اپنا structure ہے ' درمیان میں اس کو link کرنے کے لیے required area is only 18 kilometers. اور اس area میں بھی وہ commit کرتے تھے کہ یہاں ہم اس کو link کر دیں گے اور آپ کو بجلی دینے کے لیے تیار ہیں ' نہ صرف آپ کو بلکہ اس سے آگے بھی۔ ایران آپ کے ہمسائے میں ہے وہاں بجلی سستی ہے' ہندوستان آپ کے ہمسائے میں ہے وہاں مشرقی پنجاب میں زراعت کے لیے بجلی مفت دی جاتی ہے۔ افغانستان کا مجھے پتا نہیں ہے مگر وہاں بھی بجلی سستی ہوگی۔ چین میں آپ بھی گئے ہیں' ہم بھی گئے ہیں وہاں پر بھی بجلی آپ سے سستی ہے۔ وہاں پرصنعت کے لیے free ہے اور زراعت کے لیے مجھے پتا نہیں ہے۔ تو کہنا یہ ہے کہ یہ اتنا اہم مسئلہ ہے اگر آپ نے ملک میں ترقی کا پہیہ چلانا ہے تو یہ معاملات بہت ضروری ہیں کہ ایک تو بجلی کی cost کم ہونی چاہیے اور دوسرا امن و امان کا مسئلہ ہے۔ وہاں بھی اللہ حافظ ہے اور یہاں بھی اللہ حافظ ہے۔ یہاں پر بجلی کا ریٹ بڑھاتے ہیں اور وہاں crime کا ریٹ بڑھاتے ہیں۔ تو جناب والا! یہ motion ایسی نہیں ہے کہ اس میں کوئی سیاست ہو رہی ہے' یہ ایسی motion ہے کہ جس کے admit ہونے اور اس پر بحث ہونے سے ان کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے تاکہ ہم اس میں facts and figures لا سکیں۔ یہ تحریک التوا ہم نے فروری میں جمع کرائی تھی اور یہاں آ کر ہمیں پتا چلا ہے کہ یہ لگ گیا اور دوسرا بھی لگ گیا تو جناب کے توسط سے وزیر صاحب سے گزارش ہے کہ اس کو oppose نہ کریں اور اس پر بحث ہونے دیں۔ یہ بحث لوگوں کے فائدے کے لیے ہوگی۔ یہ ہم اور آپ سب کے فائدے کے لیے ہوگی۔ میری اتنی سی گزارش ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میرا خیال ہے کہ وزیر صاحب حال' احوال دیں گے اور بتائیں گے کہ کیا صورتحال ہے' اس کے بعد منگل کو پھر *W*APDA under discussion ہے۔

Liaquat Jatoi sahib please take the floor.

جناب لیاقت علی جتوئی، میں ان کی باتیں بڑے ہی اطمنان اور غور سے سن رہا تھا اور سننی بھی چاہئیں کیونکہ

of course upper House has a lot of respect for all the honourable members. There are a few facts, I would want them to please listen to them carefully and then give me recommendations and whatever your recommendations are we will implement them.

سب سے پہلے تو جناب والا! 1988 سے لے کر 1999 تک 19 مرتبہ بجلی کی prices کو بڑھایا گیا۔

This is on record Mr. Deputy Chairman. From 1988 to 1999, 19 times the tariff was increased and you could see, what was the necessity of doing it? In ten or eleven years they had increased it upto 19 times.

ہم نے tariff یہ نہیں کہ ہر سال بڑھایا یا سال میں چار مرتبہ بڑھایا۔ 2003 سے لے کر یہ جو ہم نے پچھلے فروری میں tariff بڑھایا

that is after how many years? Mr. Deputy Chairman! that is after 4 years or may be even more. After four years we have increased the tariff. Why have we increased the tariff? Because the oil prices have gone 90% high.

تیل کی قیمت 90% بڑھ گئی،

gas has 55% increased. Now, tell me, sir, with these prices increased, we have to pay the IPP, we have to run our thermal plants, of course on furnace oil, dual fire and where are we going to get this money to pay them? And let me tell you this also, Mr. Deputy Speaker,.....

جناب ڈپٹی چیئرمین، چیئرمین۔

Mr. Liaquat Ali Jatoi: Sorry, Deputy Chairman.

جناب ڈپٹی چیئرمین، ایسے میں سردار یعقوب اعتراض کرتے ہیں۔ آپ overlapping session میں ہیں۔

Mr. Liaquat Ali Jatoi: Sorry for that. National Assembly and Senate are simultaneously in session, so sometimes you are in National Assembly and sometimes in the Senate. Thank you Mr. Deputy Speaker, again sorry. Mr. Deputy Chairman! sorry for that. So, this is what has really happened that these tariffs have been increased and let me tell you that the tariff is always determined by NEPRA, that is a regulatory body. It is a regulatory body which increases the tariff and determines the tariff. Government of Pakistan only notifies that and let me share this with the members of the honourable upper House that NEPRA has recommended 33% increase in the tariff but I myself, the Prime Minister, the President of Pakistan, of course we sat together, all of us, our members of the team, we have in fact decided that we will not go on the NEPRA's recommendation which is on a very higher side. 33% کا مقصد یہ ہے کہ بالکل آپ نے لوگوں کے اوپر پتھر رکھ دیا۔ ان کی مصیبت میں اضافہ کرنا ہے، ان کی مہنگائی میں اضافہ کرنا ہے۔ So, Mr. Deputy Chairman, we had decided to increase only 10%. ہم نے 10% پر agree کیا اور جو life line consumer ہے، جو غریب ہے، جو afford نہیں کر سکتا مہنگی بجلی۔ میں آگے آؤں گا پھر آپ کو compare کر کے بھی دوں گا کہ انڈیا میں کیا ہے اور سری لنکا میں کیا ہے۔ I will tell you what is happening there. جو غریب آدمی ہے جو تنخواہ دار ہے یا جو کھیتوں میں کام کرتا ہے، مزدور ہے یا کوئی کسان ہے، اس کے لئے 50 units تک ہم نے چھوٹ دی۔ حالانکہ NEPRA نے recommend کیا تھا کہ 14% ان کا بھی increase کر دیں۔ جناب چیئرمین! اس حکومت نے

غریبوں، کسانوں اور مزدوروں کے لئے یہ stand لیا کہ ہم ان کا tariff increase نہیں کریں گے۔

We have not increased any tariff on that. After that let me tell you this also, Mr. Deputy Chairman! that WAPDA does subsidize, it pays subsidies, we are today paying subsidy to Karachi Electric Supply Corporation 17 billion. Why? Everybody will say do you want to pay to the Karachi Electric Supply Corporation? Because we don't want consumers to be affected and that is the reason we are paying them so that they should not penalize the consumer for that and Government of Pakistan is doing it. Besides that also WAPDA, the cost of supply is Rs. 5.02 KW/hour whereas we are selling approximately on Rs.4.05 KW/ hour. Now, please Deputy Chairman! tell me, is there any difference in the price or not? Buying and selling. Of course it is due to the subsidy and who will pick up the subsidy? It is paid by the Government.

حکومت ہی pay کرے گی کیونکہ ہم اگر پانچ روپے چار پیسے پر خرید کر اور آگے جب ہم بیچیں گے چار روپے پانچ پیسے کلو واٹ گھنٹہ تو وہ جو ایک روپے کا فرق ہوگا وہ کون pay کرے گا؟ کوئی تو pay کرے گا۔ Government is taking up that subsidy and Government is doing upto this extent کہ 80 billion WAPDA کی طرف سے یہ subsidy Karachi Electric Supply Corporation کو چھوڑ کر، وہ 17 billion الگ ہے، یہ 80 billion الگ ہیں تو آپ سمجھ لیں کہ تقریباً 98 billion کا خسارہ ہے جس کی ہم subsidy pay کر رہے ہیں، حکومت pay کر رہی ہے and Mr. Deputy Chairman, how long we will be paying all this subsidy? How long Government of Pakistan will be picking up this subsidy اور خسارہ بڑھتا جائے گا because اگر ہم IPPs کو pay نہ کریں۔ اگر ہم furnace oil کی قیمت ادا نہ کریں تو خدانخواستہ

Government of Pakistan will be declared as defaulter which would not be in the interest of the country. So, therefore, sir, we in fact, had decided that we will increase the tariff in accordance with the necessity of increasing it. Believe me and nobody had desired, nobody was happy, I as the Federal Minister for Water and Power accept this today, nobody was happy and nobody should be happy by increasing the tariffs but when it comes for the payment for deficits, for picking up all these deficits, you have to manage your finances. You have to put them in order so that it should not affect the credibility of the Government. As I have informed you, Mr. Deputy Chairman, there was a question here ....

(Interruption)

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ بعد میں ہوں گے۔

Mr. Liaquat Ali Jatoi: There was a question here that line losses are not being reduced, as we have another motion on Tuesday which is going to be on load shedding and on electricity and I will be very happy to reply to all of your questions. Let me tell you this also before I go for the losses. For the first time after 12 years, there are ten agreements signed today with the Prime Minister and IPPs. First time after 12 years.

ان پر کام شروع ہو گیا ہے۔ اس کی L.C. کھل گئی ہے on Saturday President is

private sectors پندرہ going for ground breaking of another i.e. Attock Oil.

میں ہم hydel کو لے کر آئے ہیں' پندرہ first time we have introduced hydel into

اس private sector سے پہلے public sector میں ہوتا تھا۔ Public sector, دو سال کے

اندر انشاء اللہ hydel کے ذریعے سے پچیس سو میگا واٹ بجلی ہمیں ملے گی۔ پرائیویٹ لوگوں کو

لے کر آئے ہیں لیکن it is an extra exercise, it is a time consuming exercise

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ان کو بات تو مکمل کر لینے دیں۔ ان کو floor دیا ہوا ہے ان کی بات تو سنیں۔

جناب لیاقت علی جتوئی: آپ میری بات سنیں، حوصلہ رکھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کب تک سنیں؟ کب تک سنائیں؟

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: رضا صاحب سن لیں پلیز۔

جناب لیاقت علی جتوئی: میں پروفیسر خورشید صاحب سے کہوں گا کہ یہ مجھے سنیں، ان لوگوں کو کہوں گا کہ آپ مجھے سنیں، یہ طریقہ کار غلط ہے، مجھے سنیں، اس کے بعد اگر کوئی سوالات کرنے ہیں تو کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: رضا صاحب Tuesday کو full debate ہے۔

(مداخلت)

جناب لیاقت علی جتوئی: میں آپ کو وہ بھی بتاتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: رضا صاحب، Tuesday کو پوری debate ہے۔ These matters will be brought up again. جی continue please. آپ adjournment motion کے حوالے سے جواب دے دیں پھر کر دیتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب لیاقت علی جتوئی: ہمارے پاس---

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ جواب دیں، آپ cross talk میں نہ جائیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: Tuesday کو آپ یہ چیزیں----

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: رضا صاحب! if you wait, Tuesday کو آپ better prepared آئیں گے۔ سن تو لیں نا رضا صاحب۔

(مداخلت)

جناب لیاقت علی جتوئی: جناب ڈپٹی چیئرمین!---

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: Tuesday fix ہو گیا ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا: آپ پورے ملک کو نیلام کر رہے ہیں۔ اب آپ لوگوں کے لیے بجلی بھی بند کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ باتیں Tuesday کو کر لینا، ابھی سن تو لیں، تیاری کر کے آنا۔ تیاری تو کر لیں نا۔ جی جتوئی صاحب پلیز۔

(مداخلت)

Mr. Liaquat Ali Jatoi: If this is the attitude....

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ مجھے address کریں۔ رضا صاحب، سن لیں ایک دفعہ۔ جی پلیز۔

جناب لیاقت علی جتوئی: ان کو میری باتیں سننی پڑیں گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سنا دیں کیونکہ Tuesday کو---

(مداخلت)

جناب لیاقت علی جتوئی: ان کو سننی پڑیں گی اور اگر یہ طریقہ ہے تو میں بیٹھ جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں پلیز آپ continue کریں۔ رضا صاحب؛ ان کو سن

لیں پھر----

(مداخلت)

جناب لیاقت علی جتوئی: اب یہ باتیں---

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ باتیں Tuesday کو کریں گے بجلی بند ہونے کی۔ پلیز۔

(مداخلت)

جناب لیاقت علی جتوئی: نیلام آپ لوگوں نے کیا تھا ہم لوگوں نے---

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں آئیں۔ آپ پلیز Tuesday کو کریں نا رضا صاحب۔ تھوڑا سنیں گے، Tuesday کو تیاری کر کے آئیں گے۔

جناب لیاقت علی جتوئی: یہاں تیاری تو ہوتی نہیں ہے۔ Anyhow میں کہہ رہا تھا----

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، نہیں اس بحث میں نہ پڑیں۔ رضا صاحب، پلیز بیٹھ جائیں۔

(مداخلت)

Mr. Liaquat Ali Jatoi: Mr. Deputy Chairman, I am on my feet.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: رضا صاحب، پلیز---

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: Tuesday کو---رضا صاحب----

(مداخلت)

جناب لیاقت علی جتوئی: جناب رضا ربانی صاحب، I will ask for your intervention. I am on my feet.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ آپ ان کو personally کہیں نا۔ Full debate ہے۔
بالکل، Tuesday کو کر لیں گے۔

(مداخلت)

جناب لیاقت علی جتوئی: یہ کیا ہے؟ What is this?

جناب ڈپٹی چیئرمین: بس easy. جی لیاقت جتوئی صاحب، please take the floor. آپ جواب complete کریں۔

Mr. Liaquat Ali Jatoi: No Sir, no. Mr. Deputy Chairman, through Mr. Raza Rabbani, Professor Khursheed Ahmed, Mr. Ishaq Dar, I am an old parliamentarian here. Everybody has his own respect and this is Upper House, an honourable House. Now, I want your ruling. After hearing Professor Khursheed Sahib and the mover, you have given the floor to me or not?

Mr. Deputy Chairman: Yes, I have given you the floor.

Mr. Liaquat Ali Jatoi: You had given me the floor. I had a right of reply. This is how the Parliament works and when I was on my feet, somebody got up and interrupted, I think it does not fit into the parliamentary practice. I leave it for you to decide. Let me complete. I have never said, I have never run away, I have never felt shy in responding to any question and on Tuesday I will be open to reply for everything whatsoever but patience is required.

Mr. Deputy Chairman: Thank you.

جناب لیاقت علی جتوئی: ایران کی بات ہو رہی تھی۔ ایران سے ہم نے 125 mega watt electricity کا ابھی کوئی چھ، آٹھ مہینے پہلے معاہدہ کروایا ہے، 25 mega watt پہلے

گوادر اور کافی جگہوں پر--- یہ 100 گوادر میں اور بلوچستان کی دوسری جگہوں میں بھی جائے گی-

I went to Iran after I got the approval of the President of Pakistan and Prime Minister of Pakistan, Mr. Shaukat Aziz. We had gone there to purchase electricity because we know, we realise that there is a growing demand.

why? There are more hotels coming up, ' ہو رہے ہیں every year 10% grow ہم ' بن رہی ہیں ports کی there are more industries being set up, fertilizer, cement ہوٹل بن رہے ہیں' یہ ساری ایک economical activity ہے-

Commercial connections, all these things keeping in view, I went there. We have signed an MOU for 1000 mega watt of electricity

جو ہم ایران سے خریدیں گے اور وہ national grid میں ڈالیں گے اور انشاء اللہ 5.24 cents per kilo watt per hour لیں گے جو کہ سستی ہو گی' جو cheeper ہو گی لیکن جناب ڈپٹی چیئرمین! اس میں وقت لگے گا'

because it is not easy that I will get electricity from Iran in a diplomatic bag and bring it to Pakistan. It is not that easy. They have to complete transmission line. We have to complete our transmission line. I went there for two days, we had a detailed discussion. MOU has been signed in the Presidency of Iran, not better than any other place and Government of Iran has agreed that they will sale 1000 mega watt of electricity and we are working out the finances also. We are working out on transmission line, how to go about it.

اس میں دو سال بھی لگ سکتے ہیں لیکن یہ سوچیں کہ آگے یہ باتیں کتنی کام آئیں گی- تاجکستان کی بات ہو رہی ہے' we initiated Tajkistan. یہاں چار ملکوں کی کانفرنس ہم نے کروائی-

I am Co-chairperson on Tajkestan, JMC. When I went to the Prime

Minister, we had discussed that.

ہم نے چار میٹنگز کی ہیں۔ ایک اسلام آباد میں ہوئی تھی، ایک وہاں دوشنبہ میں ہوئی ہے، دوسری دوشنبے میں ہوئی تھی۔ In Jeddah by the end of this month ہو رہی ہے۔ یہ جو یہاں اسلام آباد میں کانفرنس ہوئی تھی اس کے بارے میں، میں بتا دوں World Bank, Asian Development Bank, Islamic Development Bank اور جتنے بھی financial institutions ہیں

they are prepared to finance this project before this electricity from Tajkestan. This is I think first time.

پہلے کیوں نہیں ہوا؟ پہلے کسی حکومت نے کیوں نہیں سوچا؟ اس کے بعد working group وغیرہ سارا ہوگیا ہے۔ لیکن technical committees they have worked out and Islamic Development Bank has assured finances یہ جو میٹنگ جدہ میں ہو رہی ہے اس کے بعد ہمیں پیسے ملیں گے تب ہم اس ٹرانسمیشن لائن پر کام کرنے جائیں گے۔ We are taking care of everything. یہ نہیں کہ ہم ویسے ہی بیٹھے ہوئے ہیں۔ Coal-based power پلانٹس بھی لگا رہے ہیں۔ ICB introduce کی ہے which is international competitive bidding and we are working in an atmosphere by which the private sector people in the Board of PTIB تاکہ وہ transparent رہے اور یہ نہ ہو کہ بجلی مہنگی ہوگئی چند لوگوں کو فائدہ ہوا، چند IPPs کو فائدہ ہوا۔ وہ ہمارا کام نہیں ہے-----

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، وہ تھوڑا آپ کو convince کر رہے ہیں۔ میرے ذہن میں جو آرہا ہے on Tuesday again we will be discussing WAPDA in detail.

(مداخلت)

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I would like to draw your

attention, I did not want to interrupt the honourable Minister but since speakers from this side were restricted in making speeches, I would like to draw your attention to sub-rule (4) of Rule 76 probably and that is that if the motion is opposed, the Minister may make a brief statement thereon to which the member may reply confining himself to the question of admissibility of the motion.

Now the honourable Minister has the right to reply but it has to be a brief statement. If he wants to make a full policy statement on the issue then I think, he has all the rights under the rules to make a policy statement, then let us be told that it is a policy statement. But if he is going to use the opportunity of an adjournment motion to make a full policy statement of the Government on an issue on which this Government has totally failed then I think let the motion be admitted and let the speakers from this side also give all the facts and figures and then the honourable Minister can take all the time in making a reply. But if we are sticking to the question of admissibility, then sub-rule (4) of Rule 76 is very clear that it has to be a brief statement. We have been hearing the Minister very patiently but I would kindly request you to keep sub-rule (4) of Rule 76 in mind.

Mr. Deputy Chairman: The honourable Minister.

Mr. Liaquat Ali Jatoi: I had looked at the rules.

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: دراصل میں خود بھی interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا

اور لیاقت جتوئی صاحب بڑے seasoned parliamentarian ہیں۔ ہمارے دوست ہیں۔ ان پر تنقید کرنے کو دل نہیں چاہتا لیکن بہرحال حقائق ،حقائق ہیں۔ میں اتنا کہنا چاہ رہا ہوں کہ ہم اس وقت جس issue پر ہیں وہ ہے admissibility اور admissibility کے سلسلے میں اب وہ جو بات کہہ سکتے ہیں وہ بلاشبہ یہ تھی۔ رول ۵۷ جو ہمارا ہے اس میں انہیں یہ حق تھا یہ بات کہنے کا کہ اسے admit نہ کیا جائے۔ لیکن اس میں انہیں یہ ثابت کرنا ہوگا کہ رول ۵۷ کے اندر جو points دیے گئے ہیں وہ hit کرتے ہیں۔ پیرا یہ ہے، it shall raise an issue of urgent public importance. میں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ یہ urgent public importance کا مسئلہ ہے اور اس سے انہوں نے انکار نہیں کیا۔

"It shall raise substantial issue, one definite issue."

یہ صرف ہم ایک definite issue کے بارے میں بات کر رہے ہیں، ہم نے دنیا جہاں کے سارے معاملات کو اس میں شامل نہیں کیا ہے۔

"It shall be restricted to a matter of recent occurrence."

جیسے یہ واقع فروری میں ہوا ہے، ہم نے فوراً اس کا notice لیا ہے۔ آپ یہ ساری چیزیں دیکھ لیجیے، انہیں یہ بات کہنے کا حق ہے لیکن وہ اپنی تقریر غلط مقام پر کر رہے ہیں، انہیں اس کو admit کرنا چاہیے تھا اور ہاوس کو موقع دینا چاہیے تھا کہ ہم اپنی پوری بات پیش کر دیں۔ پھر بلاشبہ انہوں نے جو تقریر کی ہے، وہ relevant تھی لیکن اس context میں وہ relevant نہیں ہے۔ اس وقت انہیں صرف یہ کہنا چاہیے تھا کہ یہ admissible نہیں ہے لیکن اگر یہ ساری conditions ہماری قرارداد پوری کر رہی ہیں تو انہیں کہنا چاہیے تھا کہ ٹھیک ہے ہم اسے admit کرتے ہیں، دو گھنٹے مقرر کرتے ہیں۔ ڈیڑھ گھنٹہ آپ بولیے، آدھ گھنٹہ میں بولوں گا، یہ طریقہ ہے۔ ایک seasoned parliamentarian کے طور پر یہ تقریر نہیں ہونی چاہیے تھی جو آپ نے کی ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ جی جتوئی میرا خیال ہے آپ تو oppose ہی نہیں کر رہے we want to take it up on Tuesday.

Mr. Liaquat Ali Jatoi: Now, just one minute. I just want to clarify some things. I have a lot of respect for all the rules because I know the rules. These points were raised by the honourable member in their adjournment motion.

(Interruption)

Mr. Liaquat Ali Jatoi: These issues were mentioned. These were the issues if they would have got up and said, this is an adjournment moiton, do you want me to discuss it on admissibility? Then the admissibility means recent occurrence, of course of public importance and I know few other things but there were lengthy speeches. Even there was nobody who was a mover, he got up and spoke without your permission for 15 minutes.

So, as a Minister, I would say, I just wanted to give a policy statement. Why? Because I wanted to share this information with the honourable members. This was my intention. My intention was not this to get in a lengthy discussion. I have made a very lengthy statement. I just want to reply to those questions but whatsoever the decision is, please, I will go by this.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. The matter will be taken up on Tuesday,

یعنی سارے واپڈا کے issues ۔

سینیٹر میاں رضا ربانی : Tuesday کو جو motions ہیں they are of different nature.

Mr. Deputy Chairman: It is not going to be part of that?

Senator Mian Raza Rabbani: No sir, that is ....we were split. You have to take a decision right now, that is whether you have admitted or not. I think, it meets the criterion that it has been laid down under the Rules 75. So, therefore, I would humbly request to admit these motions for two hours debate.

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی honourable Minister sahib اس specific issue پے۔

Mr. Liaquat Ali Jatoi: No, I would feel because as they said that the Senate has not met, you know, I think it was announced sometime 25th of February and after that I recollect that there was no Senate Session. I would be very happy, I mean, I have never deviated from my responsibilities. I want to share, not only this but I would really urge upon, my honourable members to support me, give me the recommendation, try to help me because its a national issue. It does not pertain to person, it does not pertain to Prof. Kurshid. It does not pertain to me personally, does not pertain to Raza Rabbani Sahib or anybody in the House but we must have a working relationship. We must have understanding. We must try to understand each other. I had said all these things keeping in view some questions when they were discussed during the admissibility, I thought it was my responsibility to share this information with you. I have no objection, Mr. Deputy Chairman.

Mr. Deputy Chairman: I think the motion is admitted for two

hours debate. Now both sides of the House will have the opportunity to discuss it. I only say that the Minister for Water and Power is always ready to face things and he remains available.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I am grateful to the Minister that he has withdrawn and he has said that he has no objection for its admission.

Mr. Liaquat Ali Jatoi: Mr. Chairman! I want to know, is it going to be on Tuesday?

Senator Mian Raza Rabbani: We will fix up a mutually convenient time. The Tuesday's adjournment motions are pertaining to load shedding and so on, OK. whatsoever.

Mr. Liaquat Ali Jatoi: But let me assure you Mr. Chairman and my honourable members that I would want really all these issues to be discussed in the Upper House and the Lower House. There could not be anything better than that.

Mr. Deputy Chairman: I think this is a good trend.

Senator Mian Raza Rabbani: We welcome that.

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. We move to Item No.3 now. Senator Mrs. Tahira Latif, move Item No.3.

Senator Tahira Latif: I beg to lay the third Report of the Standing Committee on Women Development for the period, April to December, 2006. I am also thankful to all the Committee members.

Mr. Deputy Chairman: Thank you Madam. The Report stands

presented. Next Ordinances to be laid, Item No. 4.

Laying of Ordinances

Senator Kamil Ali Agha: I, on behalf of Minister for Law, Justice and Human Rights beg to lay before the Senate, the following Ordinances as required by clause (2) (a) (ii) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan:

i . The National Database and Registration Authority (Amendment) Ordinance, 2007 (Ordinance No. 1 of 2007).

ii) The West Pakistan Regulation and Control of Loud-speakers and Sound Amplifiers (Amendment) Ordinance, 2007 (Ordinance No.II of 2007).

iii) The Pakistan Engineering Council (Amendment) Ordinance, 2007 (Ordinance No. III of 2007).

iv) The Banks (Nationalization) (Amendment) Ordinance, 2007 (Ordinance No. IV of 2007).

Mr. Deputy Chairman: Ordinances stand laid. Item No.5.

Senator Kamil Ali Agha: On behalf of Minister of State for Finance, I beg to lay before the Senate, the Second Quarterly Report for the year 2006-2007 of the Central Board of Directors of State Bank of Pakistan on "The State of Pakistan's Economy", as required under section 9A (f) of the State Bank of Pakistan Act, 1956.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! اس پر میری ایک query ہے۔ مجھے آغا صاحب تو شاید جواب نہ دے سکیں، اگر عمر ایوب صاحب ہوتے تو میں ان سے پوچھتا، اب تو جناب! third quarter ہو چکا ہے۔ مارچ کو third quarterly report بھی آ چکی ہے تو سوال

یہ ہے کہ ابھی یہ second quarterly report پیش کی گئی ہے اور اگر یہ third quarterly report بھی اس کے ساتھ دے دیں، چاہے اسی سیشن میں پیش کر دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: ان کی information درست نہیں ہے، ابھی وہ نہیں آئی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی احمد علی صاحب۔

سینیٹر احمد علی: جناب! یہ رپورٹ ابھی نہیں آئی ہے، یہ تقریباً 25/30 تاریخ کو آئے گی۔ جب وہ آئے گی lay کر دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ بھی انشاء اللہ lay ہو جائے گی۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: ان Ordinances کی dates دیکھ لیجیے کہ اس سے کوئی مقصد حل ہو گا یا نہیں ہو گا۔ اگر اس سے کوئی مقصد حل ہو گا تو پھر ہم ان کو پڑھ لیتے ہیں۔ ورنہ ان کو اس House میں lay کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ یہ ویسے ہی lapse کر جائیں گے۔

سینیٹر کامل علی آغا: کامران صاحب آج کل بڑے hyper ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ آج پہلا دن ہے اور جو Ordinances یہاں آئے ہیں، وہ ہم نے پیش کر دیے ہیں۔ قومی اسمبلی میں سات آئے تھے، وہ پیش کر دیے تھے۔ یہاں چار آئے ہیں، ابھی اور آئیں گے، بے فکر رہیے۔ یہ آئینی طریقہ کار ہے اور اسی کے مطابق کارروائی ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آغا صاحب Item No. 6 آپ lay کریں گے کیوں کہ ڈاکٹر شیر افگن خان صاحب بیمار ہو گئے تھے، ایسا لگتا ہے کہ ایوان بھی بیمار ہو گیا ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: یہ تو ہمارا اپنا ہی معاملہ ہے جی۔

I, Minister Incharge of Establishment Division beg to lay before the Senate, the Federal Public Service Commission's Annual Report for the year, 2003, as required under section 9 sub section (1) of the Federal Public Service Commission Ordinance, 1977 (XLV of 1977).

جناب ڈپٹی چیئرمین: پبلک سروس کمیشن کے میرا خیال ہے اس وقت معاملات

الجھے ہوئے تھے۔ کافی معاملات courts میں گئے ہوئے تھے۔ شکر ہے train station پر پہنچ گئی ہے۔

اچھا Item No. 7 کو forego کرتے ہیں and we go to Item No. 8 کیا اس کو بھی forego کرنا ہے؟ ہاں کامل آغا صاحب Items No. 7 and 8 کو forego کرنا ہے یا defer کرنا ہے؟

سینیٹر کامل علی آغا: یہ defer کرنا ہے جی۔ یہ agenda پر آجائے گا۔

Mr. Deputy Chairman: OK. Item No.9

کل کریں گے' اچھا جی۔

سینیٹر کامل علی آغا: یہ House Business Committee کی meeting میں طے ہو گیا تھا کہ agenda کے فلاں فلاں items لیں گے' باقی کل کرلیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی کمیٹی میں میں نہیں تھا نا۔ وہ trickle-down effect میرے تک نہیں پہنچا' جو طریقہ کار ہمارے وطن کا ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: نہیں' آپ کو تو اس میں آنا چاہیے جی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مجھے پتہ ہی نہیں کہ کہاں بلایا جارہا ہے ' کہاں آیا جارہا ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: وہ تو ہمیشہ کمیٹی روم نمبر ۳ میں ہوتی ہے۔ اور آپ تو ماشاء اللہ ڈپٹی چیئرمین ہیں' آپ کی موجودگی تو ہمیشہ ضروری ہے۔

سینیٹر احمد علی: ابھی تک یہ انڈونیشیا سے واپس نہیں آئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں انڈونیشیا نہیں گیا تھا۔ یہی تو مزے کی بات ہے۔ I am not fond of travelling outside the country. I am a local bird. اچھا جی ' ابھی points of order اٹھانے ہیں۔ حافظ صاحب' یہ آپ کو تہجد کے وقت کیا چیز یاد آ گئی؟

Point of Order: Misbehave by the Assistant Political Agent

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب' point of order یہ ہے کہ میں نے 26 مارچ کو تحریک استحقاق جمع کرائی تھی۔ میرے اپنے متعلقہ علاقے کی agency جو ہے' Assistant Political Agent نے میرے ساتھ بہت توہین آمیز اور ہتک آمیز رویہ

اختیار کیا ہوا تھا۔ پھر میں نے تحریک استحقاق جمع کروائی لیکن وہ ابھی ہمارے table پر نہیں آئی جس کو ڈیڑھ ماہ ہو گیا ہے۔یہ تو آنی چاہیے تھی کم از کم۔ تو ہم کیا کریں؟ ادھر بھی ہماری فریاد نہیں سنی جاتی تو ہم کیا کریں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: کل انشاء اللہ لے آئیں گے۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی رضا صاحب۔

Point of Order

Transportation of the Dead Body of a Pakistani from Saudi Arabia

جناب رضا محمد رضا: میرا point of order ایک نہایت دردناک مسئلے کے حوالے سے ہے۔ ہمارے پرائیویٹ سیکرٹری ہیں ریاض خان صاحب، آپ خود بھی اس کو جانتے ہیں۔ کئی سالوں سے سینیٹ میں ہماری پارٹی کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان کا بھانجا سعودی عرب، ریاض میں جس کا accident ہوا، جوان آدمی تھا۔ 23 اپریل کو accident ہوا۔ 23 اپریل سے تمام اہل خانہ مصیبت میں ہیں۔ اس کی اطلاع تمام علاقے میں پہنچ چکی ہے۔ وزارت خارجہ سے ہم نے تمام documents verify کرا لیے ہیں۔ خورشید قصوری صاحب سے محمود خان اچکزئی نے بھی بات کی۔ اب ایک لاش جناب سعودی عرب سے 23 اپریل سے آج تک نہیں پہنچ رہی۔ دلیل یہ دی جا رہی ہے کہ وہاں سینکڑوں لوگ ایسے ہیں جن کو تین تین مہینے ہو گئے ہیں۔ یہ ہمارے پشتون محنت کش ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں Arab countries میں ہیں، accident کا کیس ہے۔ قصور بھی اس کا نہیں ہے۔ کسی اور گاڑی نے اس کو مارا ہے، وہ شہید ہوئے ہیں۔ اب 23 اپریل سے ان کی لاش پھنسی ہوئی ہے۔ ہماری Ministry ہمارا Minister for Labour, ہمارے Foreign Minsiter اور سارے ہم بے بس ہیں۔ ہم آپ سے request کرتے ہیں کہ یہ ایک انسانی مسئلہ ہے اور یہ ایک کیس نہیں ہے، تمام لوگوں کا یہ مسئلہ ہے۔ جتنے بھی عرب ممالک میں ہمارے لوگ ہیں باقی جو ان کا رویہ ہے وہ تو اپنی جگہ پر۔ اب ہماری لاشوں کو بھی ہمارے وطن نہیں آنے دے رہے۔ 23 اپریل ہے اور آج مئی کی نو تاریخ ہے، کتنے دن گزر گئے ہیں اور یہ ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے اور وزارت خارجہ اور وزیر صاحب خود بے بس ہیں، Minister for

Labour بھی بے بس ہیں اور یہ documents میں آپ کو بھیج دیتا ہوں۔ ایک مردہ آدمی کیا کر سکتا ہے؟ کیا انکوائری ہو گی؟ سعودی عرب والوں کی انسانیت اس حد تک پہنچی ہے جناب۔ یہ کیا طریقہ ہے؟ یہ بڑی افسوس ناک بات ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی دے دیں۔ میں کامل علی آغا صاحب سے کہوں گا کہ intervene کریں، منسٹری میں ثبوت موجود ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب بڑی افسوس ناک بات ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: صحیح بات ہے۔ میں نے سمجھا پاکستانی اور Bobwoolmer کا بھی ابھی تھوڑے دن پہلے بھیجا ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا: یہی بات ہے جناب۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب علامہ عباس کمیلی صاحب۔

Point of Order

Law and Order Situation in Jacobabad

سینیٹر محمد عباس کمیلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! میں ایک اہم issue پر point of order raise کرنا چاہ رہا ہوں۔ آج جیکب آباد میں law and order کا مسئلہ پیش آیا ہے اور وہ ایک مسجد کے لیے ہے۔ ایک جائز مسجد، ایک صاحب کی اپنی زمین پر قائم مسجد جو ایک عرصے سے تھی۔ کچھ عرصے کے لیے وہ بند تھی۔ اب انہوں نے دوبارہ وہاں function شروع کرنا چاہا۔ دوبارہ وہاں درس کا سلسلہ شروع کرنا چاہا تو وہاں پر extremists نے حملہ کیا ہے اور وہاں law and order situation create ہوئی بعض لوگ زخمی ہوئے ہیں۔ ایک طرف تو یہ extremists اپنی ناجائز مساجد کو بھی ڈنڈے کے زور پر legalize کرانا چاہ رہے ہیں۔ دوسری طرف جو legal ہوتی ہیں، جو جائز ہوتی ہیں اس پر بھی وہ حملہ آور ہوتے ہیں اور وہاں پر مسجد کو بطور مسجد use کرنے نہیں دینا چاہتے۔ یہ دیکھیے دوغلی پالیسی ہے۔ مسجد اگر کسی کی ذاتی زمین پر ہے، اس نے اپنی زمین دی ہوئی ہے، اس پر مسجد قائم ہو چکی ہے، اس میں کسی اور طبقے کا آ کر حملہ آور ہونا اور پھر مزاحم ہونا اور اسے روکنا کہاں کا انصاف ہے؟ خدا کے واسطے، اس مسئلے کو صرف جیکب آباد تک نہیں، پورے ملک کی حد تک tackle کیا جائے۔ اس

طرح سے extremists کو چھوٹ نہ دی جائے کہ وہ من مانی کرتے رہیں۔ اس طرح سے اعتدال پسند طبقہ بہت ہی مایوس ہوتا جا رہا ہے۔ جو کچھ اسلام آباد میں ہو رہا ہے اس کو بھی آپ دیکھ لیں کہ کس طرح سے لوگوں کو provoke کیا جا رہا ہے؛ اس مسئلے پر آپ order کریں کہ فوری طور پر نوٹس لیا جائے اور وہاں کی انتظامیہ اس مسئلے کو دیکھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ کامل آغا صاحب کو intervene کرنا پڑے گا کیونکہ concerned Minister ادھر نہیں ہیں۔ کامل آغا صاحب پھر کل شام کو House کو confidence میں لیں گے۔

سینیٹر کامل علی آغا: یہ سندھ کا مسئلہ ہے۔ گورنر صاحب سے مل لیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایوان میں اس مسئلہ کو اٹھایا گیا ہے۔ آپ معلومات لے کر ایوان کو اعتماد میں لیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جی ٹھیک ہے جناب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی اللہ خیر کرے گا۔ حکومت اللہ کی ہے۔ جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبد الرحیم خان مندوخیل: جناب والا محمد رضا صاحب نے جو -------

جناب ڈپٹی چیئرمین: کامل آغا صاحب کل take-up کر رہے ہیں۔ Foreign Ministry کے ساتھ بھی Labour Ministry کے ساتھ بھی خود personally اسے لے رہے ہیں۔ اس ملک میں نعوذ باللہ، فائلوں کو بھی پہیے لگانے پڑتے ہیں، افسروں کو بھی یہاں دھکا دینا پڑتا ہے۔ ایسے کام نہیں ہوتا۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ تو یہ ایوان کل شام پانچ بجے تک کے لیے adjourn ہوتا ہے۔ پھر انشاء اللہ کل شام پانچ بجے ملیں گے۔ خدا حافظ۔

....

[The House was then adjourned to meet again at 5.00 p.m. on the 10th May, 2007]

....